بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡدِ

وَلَقَدۡ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدۡرٍ وَّاَنۡتُمۡ اَذِلَّۃٌ

ہفت روزہ بدر قادیان

Weekly BADAR Qadian

ایڈیٹر: منصور احمد

جلد: 75/ شمارہ:39/ 24/ ستمبر 2026ء، 12/ ربیع الثانی 1448 ہجری قمری، 24/ تبوک 1405 ہجری شمسی (www.akhbarbadr.in)

ارشاد باری تعالیٰ

جہاد بالمال اور جہاد بالنفس کی تلقین

یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا ہَلۡ اَدُلُّکُمۡ عَلٰی تِجَارَۃٍ تُنۡجِیۡکُمۡ مِّنۡ عَذَابٍ اَلِیۡمٍ۔ تُؤۡمِنُوۡنَ بِاللّٰہِ وَ رَسُوۡلِہٖ وَ تُجَاہِدُوۡنَ فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ بِاَمۡوَالِکُمۡ وَ اَنۡفُسِکُمۡ ؕ ذٰلِکُمۡ خَیۡرٌ لَّکُمۡ اِنۡ کُنۡتُمۡ تَعۡلَمُوۡنَ۔ (الصّف: 11،12)

ترجمہ: اے لوگو جو ایمان لائے ہو! کیا میں تمہیں ایک ایسی تجارت پر مطلع کروں جو تمہیں ایک دردناک عذاب سے نجات دے گی؟ تم (جو) اللہ پر اور اس کے رسول پر ایمان لاتے ہو اور اللہ کے راستے میں اپنے اموال اور اپنی جانوں کے ساتھ جہاد کرتے ہو، یہ تمہارے لئے بہت بہتر ہے اگر تم علم رکھتے ہو۔

ارشاد نبوی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم

مجاہد وہ ہے جو اپنے نفس سے جہاد کرے۔

فَضَالَۃَ بْنَ عُبَیْدٍ یُحَدِّثُ، عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّہٗ قَالَ: کُلُّ مَیِّتٍ یُخْتَمُ عَلٰی عَمَلِہٖ اِلَّا الَّذِیْ مَاتَ مُرَابِطًا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ، فَاِنَّہٗ یُنْمٰی لَہٗ عَمَلُہٗ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ، وَیَاْمَنُ مِنْ فِتْنَۃِ الْقَبْرِ، وَسَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ: اَلْمُجَاہِدُ مَنْ جَاہَدَ نَفْسَہٗ۔ (سنن ترمذی/کتاب فضائل الجهاد عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم/حدیث: 1621)

حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’ہر میت کے عمل کا سلسلہ بند کر دیا جاتا ہے سوائے اس شخص کے جو اللہ کے راستے میں سرحد کی پاسبانی کرتے ہوئے مرے، تو اس کا عمل قیامت کے دن تک بڑھایا جاتا رہے گا اور وہ قبر کے فتنہ سے مامون رہے گا، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بھی فرماتے ہوئے سنا: مجاہد وہ ہے جو اپنے نفس سے جہاد کرے۔

عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّہٗ رَجَعَ مِنْ بَعْضِ غَزَوَاتِہٖ فَقَالَ رَجَعْنَا مِنَ الْجِہَادِ الْاَصْغَرِ اِلَی الْجِہَادِ الْاَکْبَرِ قِیْلَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَمَا الْجِہَادُ الْاَکْبَرُ قَالَ وَہِیَ مُجَاہَدَۃُ النَّفْسِ

(ردالمختار علی الدر المختار ج ۳ ص ۲۳۵)

ایک دفعہ سیدنا محمد مصطفی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم ایک جنگ سے واپس لوٹ رہے تھے تو آپ نے فرمایا کہ ہم جہاد اصغر (سب سے چھوٹے جہاد) سے واپس آ رہے ہیں اور جہاد اکبر (سب سے بڑے جہاد) کی طرف جا رہے ہیں۔ آپؐ سے دریافت کیا گیا کہ جہاد اکبر کیا ہے۔ آپ نے فرمایا وہ مجاہدہ نفس ہے۔

تبرکات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

تزکیہ نفس کے لئے شہوات نفسانیہ کا مقابلہ کرنا ضروری ہے

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

’’ایمان کے لئے خشوع کی حالت مثل بیج کے ہے اور پھر لغو باتوں کے چھوڑنے سے ایمان اپنا نرم نرم سبزہ نکالتا ہے اور پھر اپنا مال بطور زکوٰۃ دینے سے ایمانی درخت کی ٹہنیاں نکل آتی ہیں جو اس کو کسی قدر مضبوط کرتی ہیں اور پھر شہوات نفسانیہ کا مقابلہ کرنے سے ان ٹہنیوں میں خوب مضبوطی اور سختی پیدا ہو جاتی ہے۔ اور پھر اپنے عہد اور امانتوں کی تمام شاخوں کی محافظت کرنے سے درخت ایمان کا اپنے مضبوط تنا پر کھڑا ہو جاتا ہے اور پھر پھل لانے کے وقت ایک اور طاقت کا فیضان اس پر ہوتا ہے کیونکہ اس طاقت سے پہلے نہ درخت کو پھل لگ سکتا ہے نہ پھول‘‘۔

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم۔ روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 209 حاشیہ)

آپؑ ایک اور جگہ فرماتے ہیں

’’خدا تعالیٰ نے جو اس جماعت کو بنانا چاہا ہے تو اس سے یہی غرض رکھی ہے کہ وہ حقیقی معرفت جو دنیا سے مفقود ہو گئی تھی اور وہ حقیقی تقویٰ وطہارت جو اس زمانہ میں پائے نہیں جاتے تھے دوبارہ اسے قائم کرے‘‘۔ (ملفوظات جلد چہارم صفحہ 213-214 جدید ایڈیشن)

اقتباس از تفسیر کبیر

تزکیہ نفوس کا کام کسی انسان کے بس کا نہیں

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

’’سورۂ بقرہ کے شروع میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چار عظیم الشان کاموں کا ذکر کیا گیا تھا۔ اوّل۔ تلاوتِ آیات۔ دوم تعلیم کتاب۔ سوم تعلیم حکمت۔ چہارم۔ تزکیہ نفوس۔ آپؐ کے ابتدائی تین کاموں پر اس سورۃ میں تفصیلاً روشنی ڈالی گئی ہے۔ اب صرف یُزَکِّیۡہِمۡ کے وعدہ کا ایفاء باقی تھا۔ سو اس رکوع میں اس شق پر بھی روشنی ڈال دی۔ ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ تزکیہ نفوس کا کام کسی انسان کے بس کا نہیں۔ آخر والدین سے زیادہ محبت کرنے والا شخص اور کون وجود ہو سکتا ہے مگر وہ بھی اپنی اولاد کا تزکیہ نفس نہیں کر سکتے۔ تزکیہ میں دو باتیں ضروری ہوتی ہیں۔ اول ترک گناہ۔ دوّم روحانیت میں ترقی۔ ترکِ گناہ کے لحاظ سے فرمایا کہ ہم تم کو یہ تعلیم دیتے ہیں کہ ہر چیز اللہ تعالیٰ ہی کی ہے اور آسمان وزمین اور کائنات کا ذرہ ذرہ سب اللہ تعالیٰ کے ماتحت ہے۔ پس جس چیز کے لینے کی وہ اجازت دے صرف وہی تم لو اور جس سے منع کرے اس سے رک جاؤ کیونکہ مالک کی اجازت کے بغیر کسی چیز کو استعمال کرنے والا مستوجب سزا قرار پاتا ہے۔ دوسری شق روحانیت میں ترقی کرنا تھا۔ اس کے لئے فرمایا کہ سب کچھ ہمارا ہے۔ اور ہمارے ہی ذریعہ سے ہر قسم کی خیر و برکت مل سکتی ہے۔ اس لئے جب تم ہمارے حکموں کی اطاعت کرو گے تو ہم تم کو اپنی مغفرت کے دامن میں لے لیں گے۔ اور ہمارا قادرانہ تصرّف تمہیں ہمارے قرب میں پہنچا دے گا۔‘‘

(تفسیر کبیر جلد نمبر 3، صفحہ 531 مطبوعہ یوکے)

اخبار احمدیہ

الحمد للہ سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بخیر وعافیت ہیں۔ سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 18/ ستمبر 2026 کو مسجد مبارک (اسلام آباد) یو.کے سے بصیرت افروز خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ جس کا خلاصہ اسی شمارہ کے صفحہ نمبر 16 پر ملاحظہ فرمائیں۔ احباب کرام حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت و تندرستی، فعال درازیٔ عمر، مقاصد عالیہ میں کامیابی اور خصوصی حفاظت کیلئے دُعائیں جاری رکھیں، اللہ تعالیٰ حضور انور کا ہر آن حافظ و ناصر ہو اور تائید و نصرت فرمائے۔ آمین۔

جمیل احمد ناصر، پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا: پروپرائٹر، نگران بدر بورڈ قادیان

خلاصہ خطاب

آج احمدی خواتین کو یہ بات سامنے رکھنی چاہئے کہ ان کے فرائض کیا ہیں اور انہوں نے ان فرائض کو کس طرح ادا کرنا ہے

آجکل میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اُسوہ پر خطبات دے رہا ہوں ان کو غور سے سنیں اور ان پر عمل کریں

خلاصہ خطاب سیّدنا حضرت اقدس امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ برائے مستورات برموقع جلسہ سالانہ جرمنی فرمودہ 05/ستمبر 2026ء

جرمنی میں 4/5/6 ستمبر 2026ء کو 50 واں جلسہ سالانہ منعقد ہوا۔جس کے دوسرے روز لجنہ اماء اللہ جرمنی کا الگ سیشن منعقد ہوا۔سیّدنا حضرت اقدس امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے مستورات کے اس اجلاس سے جو بصیرت افروز خطاب ارشاد فرمایا اس کا خلاصہ ذیل میں درج کیا جارہا ہے۔ (ادارہ)

تشہد، تعوذ اور سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

آپ آج یہاں جلسہ سالانہ میں جمع ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا جماعت پر یہ بہت بڑا احسان ہے کہ اس نے جماعت کی خواتین میں وہ احساس پیدا کیا ہے جو انہیں اس بات کی طرف توجہ دلاتا رہتا ہے کہ ہم نے دین کا علم حاصل کرنے کی طرف توجہ دینی ہے تا کہ ہم بھی اور ہماری نسلیں بھی اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو حاصل کرنے والی بنیں اور اس زمانے میں جب دُنیا کھیل کود اور لہو ولعب میں حد سے زیادہ ڈوبتی جارہی ہے اور خدا تعالیٰ کو بُھلا رہی ہے ہم دین کو دنیا پر مقدم کرنے کے عہد پر چلنے کی کوشش کریں۔ لیکن اس زمانے میں اس حقیقت سے بھی انکار نہیں کیا جاسکتا کہ آجکل شیطان اور دجال کے ہر طرف سے حملوں نے احمدیوں کو بھی ایک حد تک متاثر کر دیا ہے اور بعض احمدی خواتین بھی اس سے مستثنیٰ نہیں ہیں خاص طور پر ان ممالک میں رہتے ہوئے۔

اسلام اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے سے نہیں روکتا بلکہ اس کی تلقین کرتا ہے۔ اسلام ترقی کرنے اور خُدا تعالیٰ کی نعمتوں سے فائدہ اُٹھانے سے نہیں روکتا بلکہ اس کی طرف توجّہ دلاتا ہے لیکن ساتھ ہی یہ بھی کہتا ہے کہ تمہارے جو فرائض ہیں اُنہیں بھی ادا کرو۔ تاریخ میں ہم دیکھتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور پہلے زمانے کی بہت سی خواتین کا ذکر ملتا ہے جو اپنی دینی اور رُوحانی حالت اور بزرگی میں بڑھی ہوئی تھیں اور ساتھ ہی دین کے علم اور استدراک سے بھی مالا مال تھیں بلکہ ان کی روایات آج بھی اکثر فقہاء کو دین کے معاملات کو حال کرنے میں مدد دیتی ہیں۔ لیکن ساتھ ہی اُنہیں یہ بھی پتہ تھا کہ عورت کی ذمہ داری کیا ہے اور اپنے گھر اور معاشرے میں اپنی ذمہ داریاں ادا کرنے میں انہوں نے کیا کردار ادا کرنا ہے۔ وہ صرف اپنا حق لینے کی باتیں نہیں کرتی تھیں بلکہ حق دینے اور فرائض ادا کرنے کی بات بھی کرتی تھیں اور یہی وجہ ہے کہ آج کی تاریخ میں اُن کے نام اسلام کی تاریخ میں سنہرے حروف میں لکھے گئے ہیں۔ پس آج احمدی خواتین کو جنہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مانا ہے یہ بات سامنے رکھنی چاہئے کہ ان کے فرائض کیا ہیں اور انہوں نے ان فرائض کو کس طرح ادا کرنا ہے۔ گھر اور معاشرے کی بہتری کیلئے اور اپنے بچوں کے لئے اور اپنے خاندان کے لئے بھی کس طرح اپنا نمونہ دکھانا ہے اور اس چیز پر غور کرنا ہے کہ اگر آج ان کے خیال میں یا حقیقت میں بھی اگر مرد اپنی ذمہ داریاں ادا نہیں کر رہے تو انہوں نے اپنی آنے والی نسلوں میں اعلیٰ کردار اور دیندار مرد پیدا کرنے ہیں۔ اعلیٰ کردار کی اور دیندار عورتیں پیدا کرنی ہیں تا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے جو عہد بیعت کیا ہے اُسے پورا کر کے ایک حسین معاشرہ قائم کریں۔ یہ مقصد حاصل کرنے کے لئے ہمیں دیکھنا ہوگا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہم سے کیا چاہتے ہیں۔ آجکل اس معاشرے میں رہتے ہوئے ترقی کے نام پر بہت کچھ کہا جارہا ہے لیکن ایک حقیقی احمدی مسلمان بننے کے لئے ہم نے اپنا کردار بہرحال ادا کرنا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مختلف مواقع پر جماعت کے مردوں کو بھی اور عورتوں کو بھی نصیحتیں فرمائی ہیں ان باتوں کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے اور یہ تبھی ہوسکتا ہے جب ہم آپ کی باتوں کو اپنے سامنے رکھتے ہوئے اُنہیں بار بار دہراتے رہیں۔ اگر یہ نہیں ہے تو پھر یاد رکھیں کہ ہمارا احمدی ہونے کا جو مقصد ہے وہ پورا نہیں ہوسکتا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہمیں توجہ دلائی ہے کہ یہ بات ہمیشہ یاد رکھو کہ دوسروں کے حق ادا کرنے کیلئے ہر نیکی کرنے والے کے ساتھ نیکی ہونی چاہئے بلکہ بڑھ کر نیکی ہونی چاہئے۔ یہ نہیں کہ اس کا صرف شکریہ ادا کر دیا جائے۔ اعلیٰ اخلاق صرف اس چیز کا نام نہیں کہ جو نیکی کرتا ہے اس کے ساتھ نیکی کرو بلکہ جو بدی کرتا ہے اس کو بھی معاف کرو اور حسن سلوک کرو۔ پس ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ ہم نے جہاں اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنی ہے وہاں بندوں کے حقوق بھی ادا کرنے کیلئے بھرپور کوشش کرنی ہے اور معاشرے میں امن پیدا کرنے کیلئے اور لڑائی جھگڑوں اور فسادوں کو دور کرنے کیلئے بھرپور کوشش کرنی ہے۔ چھوٹے چھوٹے معاملات ہیں۔ گھروں میں لڑائیاں ہوجاتی ہیں۔ ساس بہو کی لڑائی ہوجاتی ہے۔ خاوند بیوی کی لڑائی ہوجاتی ہے۔ اس لئے جب تک ہم یہ احساس پیدا نہیں کریں گے کہ ہم نے ایک دوسرے کو معاف کرنا ہے اس وقت تک ہمارا معاشرہ پاکیزہ معاشرہ نہیں کہلا سکتا وہ معاشرہ نہیں کہلا سکتا جو اسلامی احکامات پر چلنے والا معاشرہ ہے۔ پس ہم نے صلح کی بُنیاد ڈالنی ہے اور صلح کی بُنیاد پہلے اپنے گھر سے شروع ہوتی ہے اور اگر یہ ہوگا تو یہی اگلی نسلوں کو بھی سبق دے گا۔

پھر آپؑ نے یہ بھی فرمایا کہ جماعت کو باہم اتفاق اور محبت سے رہنا چاہئے۔ آپؑ نے فرمایا کہ میں دو ہی مسئلے لے کر آیا ہوں۔ پہلا یہ کہ خدا تعالیٰ کی توحید کو اختیار کرو اور اس کی عبادت کرو۔ دوسرے آپس میں محبت اور ہمدردی ظاہر کرو، وہ نمونہ دکھلاؤ کہ غیروں کیلئے بھی ایک نشان بن جائے۔ آپؑ نے فرمایا کہ صحابہ میں اسی طرح انقلاب پیدا ہوا تھا اور انہوں نے ایک حسین معاشرہ پیدا کر دیا۔ وہ اسی طرح پیدا ہوا کہ وہ اللہ کی عبادت کرنے والے تھے اور حسین معاشرہ قائم کرنے والے تھے۔ آپ نے فرمایا کہ جب تک تم میں سے ہر ایک ایسا نہ ہو کہ جو اپنے لئے پسند کرتا ہے وہی اپنے بھائی کے لئے پسند کرے، وہی اپنی بہن کیلئے پسند کرے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ فرمایا یہ بڑا انذار کرنے والا اور ایک ڈرانے والا فقرہ ہے۔ اس پر ہم میں سے ایک ایک کو غور کرنا چاہئے۔

فرمایا مہدی کے آنے کی نشانیاں یہ ہیں کہ بُغض اور کینہ نکل چکا ہوگا۔ اب مسیح موعود اور مہدی معہود کو مانا ہے تو یہ بھی سوچنا ہوگا کہ ہم نے ایک دوسرے کے لئے بغض اور کینہ دلوں سے نکالنا ہے۔

پھر فرمایا کہ دنیا کو مقصود بالذات نہ بناؤ بلکہ دین کو بناؤ۔ دنیا تمہارے لئے بطور خادم کے ہونی چاہئے۔

آپؑ نے یہ بھی فرمایا کہ قرآن مجید کا علم حاصل کرنا بھی ضروری ہے۔ اس سے نہ صرف تمہاری اپنی روحانی و اخلاقی حالت دُرست ہوگی بلکہ تمہیں تبلیغ کے میدان میں بھی اس سے فائدہ ہوگا۔ تبھی تم ایک عورت کی حیثیت سے تبلیغ کے میدان میں وہ حق ادا کرسکتی ہو جو ایک احمدی مسلمان ہونے کا حق ہے۔ پس ان باتوں کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے۔ یہ نہ سمجھو کہ عورتوں کے لئے تبلیغ کے میدان میں آنا ضروری نہیں ہے۔ عورتوں کو بھی تبلیغ کے میدان میں آگے آنا چاہئے۔ اور آجکل کے حالات میں تو یہ بات بہت ضروری ہے۔ اس لئے قرآن مجید کا باقاعدہ مطالعہ بہت ضروری ہے۔ اور لجنہ کو اپنی تنظیم کے لحاظ سے اس طرف بھرپور کوشش کرنی چاہئے۔ اس لئے جہاں قرآن کریم پڑھنا سیکھیں وہاں اس کا ترجمہ بھی سیکھیں اور ان باتوں پر عمل کریں۔

قُرآن کریم نے بڑے واضح طور پر پردے کا حکم دیا ہے۔ حیادار لباس کا حکم دیا ہے۔ مردوں سے ایک فاصلہ رکھنے کا حکم دیا ہے۔ یہ باتیں ایسی ہیں کہ معاشرے میں رہتے ہوئے عام طور پر نظر انداز کر دی جاتی ہیں اور ان میں اتنی توجہ نہیں دی جاتی۔ پس آپ لوگوں کا فرض ہے کہ قرآن کریم کے اس حکم پر بھی عمل کریں تبھی آپ ایک حسین معاشرہ قائم کرسکیں گی۔ تبھی آپ اسلام کا حقیقی پیغام پہنچانے والی بن سکیں گی۔ پس تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نمونہ اپنے اندر دکھاؤ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جینا اور مرنا خدا تعالیٰ کے لئے تھا۔

فرمایا بعض کہتے ہیں کہ اللہ ہماری دُعائیں نہیں سُنتا۔ جب تک ہم اللہ کی باتیں نہیں سُنیں گے اللہ ہماری دُعا کس طرح سنے گا۔

آجکل میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اُسوہ پر خطبات دے رہا ہوں ان کو غور سے سُننے کی کوشش کرنی چاہئے۔ اُن پر عمل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

فرمایا ان صحبتوں سے بچتے رہو جو آجکل کے زمانے میں ہیں اور وہ چیزیں کیا ہیں۔ ٹی وی ہے، انٹرنیٹ ہے۔ سوشل میڈیا ہے۔ اس نے لوگوں کے اخلاق بگاڑ دئے ہیں اور اخلاقی معیار کو انتہائی نیچے گرا دیا ہے۔ ان حالات میں ایک احمدی عورت کا کام ہے، ایک احمدی مرد کا کام ہے اور ایک احمدی جوان کا کام ہے کہ ان چیزوں سے نہ صرف خود بچے بلکہ ان کے رد کیلئے ان کو زائل کرنے کیلئے کوششیں بھی کرے اور اپنا نمونہ دکھلائے۔ اور نئی ٹیکنالوجی میں، سوشل میڈیا میں جو ہم بُرائی دیکھتے ہیں وہاں نیکی اور اچھائی کو پھیلانے کی کوشش کرے اور پھر یہ کام صرف اپنی مرضی سے نہیں ہوسکتا بلکہ اس کیلئے بھی دُعاؤں کی ضرورت ہے۔ فرمایا دُعاؤں میں لگے رہو اور دُعاؤں میں لگ کر وہ نمونہ دکھاؤ جو صحابہ کا نمونہ ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں میں اپنے نفس میں تمہاری ہمدردی کیلئے انتہا درجہ کا جوش پاتا ہوں۔ میری باتوں کو ایسے آدمی کی وصایا سمجھو جو ہمدرد ہے اور میری باتوں پر عمل کرو۔ حضور اقدس نے فرمایا ہمیں حضور علیہ السلام کے اس درد کو سمجھنا چاہئے۔ فرمایا اپنی ایمانی حالتوں کو دُرست کرنے کیلئے پانچ وقت کی نمازیں بہت ضروری ہیں۔ اگر آپ اپنے بچوں کی توجہ پانچ وقت کی نمازوں کی طرف کروائیں گی اور اپنے خاوندوں کو بھی نمازوں کی طرف توجّہ دلائیں گی تو آپ کا گھر جنّت نظیر بن جائے گا۔ تب ہی ہم اس ترقی یافتہ معاشرے میں اپنی شناخت کرواسکتے ہیں۔ تب ہی ہم کہہ سکتے ہیں کہ ہم نے بیعت کا حق ادا کیا ہے۔ تب ہی ہم کہہ سکتے ہیں کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے کو لہرانے میں اپنا کردار ادا کر رہی ہیں۔ اگر نہیں تو ہمارا احمدی مسلمان ہونا اللہ کی نظروں میں کوئی قیمت نہیں رکھتا۔ کوئی اہمیت نہیں رکھتا۔

اللہ کرے کہ ہم سب عورتیں اور مرد بھی ان مقاصد کو پورا کرنے والے ہوں۔ اللہ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

خطبہ جمعہ

’’جیسے ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کامل متبتّل تھے ویسے ہی کامل متوکّل بھی تھے اور یہی وجہ ہے کہ اتنے وجاہت والے اور قوم وقبائل کے سرداروں کی ذرا بھی پروانہیں کی اور ان کی مخالفت سے کچھ بھی متاثر نہ ہوئے۔ آپؐ میں ایک فوق العادت یقین خدا تعالیٰ کی ذات پر تھا۔ اسی لیے اس قدر عظیم الشان بوجھ کو آپؐ نے اٹھالیا اور ساری دنیا کی مخالفت کی اور ان کی کچھ بھی ہستی نہ سمجھی۔ یہ بڑا نمونہ ہے توکّل کا جس کی نظیر دنیا میں نہیں ملتی‘‘
(حضرت مسیح موعودؑ)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے جب انسانِ کامل بنا کر تمام انسانیت کے لیے اسوۂ حسنہ بنایا تو پھر ہر خُلق کو آپؐ کی ذات میں پیدا فرما کر اسے خُلق عظیم بنا دیا اور مومنوں کو نصیحت فرمائی کہ اگر تم اپنے اندر نیک صفات پیدا کرنا چاہتے ہو اور خُلق کے اعلیٰ معیار حاصل کرنا چاہتے ہو تو پھر اس عظیم رسولؐ کی پیروی کرو اور یہی تمہیں خدا تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کا ذریعہ بنائے گی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاں اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق ہر خُلق کو اعلیٰ معیار تک پہنچایا وہاں مومنوں کو بھی نصیحت فرمائی کہ اس کے اعلیٰ معیار حاصل کرنے کی کوشش کرو

اگر اللہ تعالیٰ کی عبادت کا حق ادا کریں گے، اللہ تعالیٰ پر توکّل کریں گے تو نشانات بھی دیکھیں گے۔ جس کا اعلیٰ نمونہ ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات میں ملتا ہے اور آپؐ کے طفیل آپؐ کے صحابہؓ نے اس سے فیض پایا اور ہمارے سامنے مثالیں پیش فرمائیں

’’وہ بات بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ جو شخص متبتّل ہوگا متوکّل بھی وہی ہوگا۔ گویا متوکّل ہونے کے واسطے متبتّل ہونا شرط ہے‘‘ (حضرت مسیح موعودؑ)

اگر تم توکّل کرو اللہ پر جیسا اس کے توکّل کا حق ہے تو ضرور تمہیں رزق دیا جائے گا جیسے پرندوں کو دیا جاتا ہے۔ وہ صبح خالی پیٹ نکلتے ہیں اور شام کو پیٹ بھر کر واپس آتے ہیں (حدیث نبوی ﷺ)

یہ توکّل ہے کہ اپنے پاس موجود چیز سے زیادہ یہ یقین ہو کہ اللہ تعالیٰ میری ضرورت پوری کرے گا۔ میری بعض چیزیں تو ضائع ہو سکتی ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کے پاس جو ہے وہ کبھی ضائع نہیں ہوتا اور حسبِ ضرورت توکّل کرنے والے کو، نیک عمل کرنے والے کو ملتا رہتا ہے

جو شخص اپنی تمام فکروں کو ایک ہی فکر یعنی دین کی فکر بنالے۔ اپنا دین دیکھے کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے تعلق دیکھے کیا ہے۔ اپنی روحانی حالت کو دیکھے کیا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے دنیا اور آخرت کی باقی تمام فکروں کو کافی ہو جاتا ہے (حدیث نبوی ﷺ)

’’انسان کو چاہیے کہ تقویٰ کو ہاتھ سے نہ دیوے اور خدا پر بھروسہ رکھے تو پھر اسے کسی قسم کی تکلیف نہیں ہو سکتی۔ خدا پر بھروسہ کے یہ معنے نہیں ہیں کہ انسان تدبیر کو ہاتھ سے چھوڑ دے بلکہ یہ معنے ہیں کہ تدبیر پوری کر کے پھر انجام کو خدا پر چھوڑے اس کا نام توکّل ہے‘‘ (حضرت مسیح موعودؑ)

’’رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی کام میں بھی دنیا اور اہل دنیا کی طرف توجہ نہ تھی اور ارضی اسباب کی طرف آپؐ آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھتے تھے بلکہ ہر کام میں آپؐ کی نظر خدا تعالیٰ ہی کی طرف لگی رہتی کہ وہی کچھ کرے گا گویا کہ توکّل کا ایک کامل نمونہ تھے جس کی نظیر نہ پہلے انبیاء میں ملتی ہے نہ آپؐ کے بعد آپؐ کے سے توکّل والا کوئی انسان پیدا ہوا ہے‘‘ (حضرت مصلح موعودؓ)

’’وہ میرا پیار ازمینی نہیں بلکہ آسمانی تھا۔ بڑھتے ہوئے لشکر اور دوڑتے ہوئے گھوڑے، اٹھتے ہوئے نیزے اور چمکتی ہوئی تلواریں اس کی آنکھوں میں کچھ حقیقت نہیں رکھتی تھیں۔ وہ ملائکہ آسمانی کا نزول دیکھ رہا تھا اور زمین وآسمان کا پیدا کنندہ اس کے کان میں ہر دم تسلی آمیز کلام ڈال رہا تھا۔ اس کا دل یقین سے پُر اور سینہ ایمان سے معمور تھا۔ غرضیکہ بجائے دنیاوی اسباب پر بھروسہ کرنے کے اس کا توکّل خدا پر تھا۔ پھر بھلا ان مصائب سے وہ کب گھبرا سکتا تھا‘‘ (حضرت مصلح موعودؓ)

’’اس غیور دل کی حالت پر غور کرو۔ اس متوکّل انسان کی شان پر نظر ڈالو۔ اس یقین سے پُر دل کی کیفیت کا احساس اپنے دلوں کے اندر پیدا کر کے دیکھو کہ کس یقین اور توکّل کے ماتحت وہ مسیلمہ کو جواب دیتا ہے۔ کیا کوئی بادشاہ ایسے اوقات میں اس جرأت اور دلیری کو کام میں لاسکتا ہے۔ کیا تاریخ کسی گوشت اور پوست سے بنے ہوئے انسان کو ایسے مواقع میں سے اس سلامتی سے نکلتا ہوا دکھا سکتی ہے۔ اگر نہیں تو اس کی وجہ کیا ہے؟ اس کی وجہ صرف یہی ہے کہ آپؐ کی زندگی سے مقابلہ کرنا ہی غلط ہے کیونکہ آپ نبی تھے۔ اگر آپؐ کا مقابلہ کیا جاسکتا ہے تو انبیاءؑ سے مگر جو شان آپؐ کو حاصل ہے اس کی نظیر انبیاء میں بھی نہیں مل سکتی کیونکہ آپؐ کو سب انبیاء پر فضیلت ہے‘‘ (حضرت مصلح موعودؓ)

مکرم مرزا صفدر محمود صاحب شہید آف منڈی بہاؤالدین، مکرمہ امۃ العزیز صاحبہ بنت مکرم سیّد داؤد مظفر شاہ صاحب (مرحوم) و صاحبزادی امۃ الحکیم صاحبہ (مرحومہ) اور مکرم رشید احمد ایاز صاحب پینشنر صدر انجمن احمدیہ کی وفات پر مرحومین کا ذکر خیر اور نماز جنازہ غائب

توکّل علی اللہ کے حوالے سے سیرت النبی ﷺ کا ایمان افروز تذکرہ

خطبہ جمعہ سیّدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 04/ستمبر 2026ء بمطابق 04/تبوک 1405 ہجری شمسی بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ (سرے)، یوکے

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ بدر، ادارہ الفضل لندن کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔
أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿۱﴾
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۲﴾ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿۳﴾ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ﴿۴﴾ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ﴿۵﴾
اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ﴿۶﴾ صِرَاطَ الَّذِيْنَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ﴿۷﴾

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے جب انسانِ کامل بنا کر تمام انسانیت کے لیے اسوۂ حسنہ بنایا تو پھر ہر خُلق کو آپؐ کی ذات میں پیدا فرما کر اسے خُلق عظیم بنا دیا اور مومنوں کو نصیحت فرمائی کہ اگر تم اپنے اندر نیک صفات پیدا کرنا چاہتے ہو اور خُلق کے اعلیٰ معیار حاصل کرنا چاہتے ہو تو پھر اس عظیم رسولؐ کی پیروی کرو اور یہی تمہیں خدا تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کا ذریعہ بنائے گی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاں اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق ہر خُلق کو اعلیٰ معیار تک

پہنچایا وہاں مومنوں کو بھی نصیحت فرمائی کہ اس کے اعلیٰ معیار حاصل کرنے کی کوشش کرو۔

جیسا کہ آج کل آپؐ کی سیرت کے مختلف پہلوؤں کا ذکر ہو رہا ہے۔ اس ضمن میں آج توکّل علی اللہ کے حوالے سے آپؐ کی سیرت کے پہلو، آپؐ کے مقام، آپؐ کی مومنوں کو نصیحت، آپؐ کے اپنے عمل کا ذکر کروں گا۔

اللہ تعالیٰ نے توکّل کے بارے میں قرآن کریم میں مختلف حوالوں سے ارشاد فرمایا ہے۔ مختلف موقعوں پر ارشاد فرمایا ہے۔ ایک جگہ آپؐ کو مخاطب فرماتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ اِنَّاۤ اَرۡسَلۡنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِیۡرًا۔ وَّدَاعِیًا اِلَی اللّٰهِ بِاِذۡنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِیۡرًا۔ وَبَشِّرِ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ بِاَنَّ لَهُمۡ مِّنَ اللّٰهِ فَضۡلًا كَبِیۡرًا۔ وَلَا تُطِعِ الۡكٰفِرِیۡنَ وَالۡمُنٰفِقِیۡنَ وَدَعۡ اَذٰىهُمۡ وَتَوَكَّلۡ عَلَی اللّٰهِ ؕ وَكَفٰی بِاللّٰهِ وَكِیۡلًا۔ (الاحزاب:46 تا 49) یعنی اے نبی! ہم نے تجھ کو اس حال میں بھیجا ہے کہ تُو (دنیا کا) نگران بھی ہے (مومنوں کو) خوشخبری دینے والا بھی ہے اور (کافروں کو) ڈرانے والا بھی ہے۔ اور نیز اللہ کے حکم سے اس کی طرف بلانے والا اور ایک چمکتا ہوا سورج بنا کر (بھیجا ہے)۔ اور مومنوں کو بشارت دے دے کہ ان کو اللہ کی طرف سے بہت بڑا فضل ملے گا۔ اور کافروں اور منافقوں کی بات ہرگز نہ مان، اور ان کی ایذا دہی کو نظر انداز کر دے اور اللہ پر توکّل کر اور اللہ کارسازی میں کافی ہے۔

پس جہاں یہ آپؐ کو خوشخبری ہے مومنوں کو بھی خوشخبری ہے کہ اگر وہ ایمان پر قائم رہیں گے، اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل کریں گے، اللہ تعالیٰ کی ذات پر کامل توکّل کریں گے تو پھر اللہ تعالیٰ ان کے لیے بھی ہر مشکل میں کافی ہوگا۔

پھر مومنوں کو توجہ دلاتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اَللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ وَعَلَی اللّٰهِ فَلۡیَتَوَكَّلِ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ۔ (التغابن:14) اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور مومنوں کو اللہ پر ہی توکّل کرنا چاہیے۔

پس اگر اللہ تعالیٰ کی عبادت کا حق ادا کریں گے، اللہ تعالیٰ پر توکّل کریں گے تو نشانات بھی دیکھیں گے۔ جس کا اعلیٰ نمونہ ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات میں ملتا ہے اور آپؐ کے طفیل آپؐ کے صحابہؓ نے اس سے فیض پایا اور ہمارے سامنے مثالیں پیش فرمائیں۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ ”واقعات حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم پر نظر کرنے سے یہ بات نہایت واضح اور نمایاں اور روشن ہے کہ آنحضرت اعلیٰ درجہ کے یک رنگ اور صاف باطن اور خدا کے لئے جان باز اور خلقت کے بیم و امید“ یعنی خوف اور امید ”سے بالکل منہ پھیرنے والے اور محض خدا پر توکّل کرنے والے تھے … کہ تمام نبیوں کے واقعات میں ایسے مَوَاضِعَاتِ خطرات“ یعنی خطروں کے ایسے موقعے یا مقامات ”اور پھر کوئی ایسا خدا پر توکّل کر کے کھلا کھلے شرک اور مخلوق پرستی سے منع کرنے والا اور اس قدر دشمن اور پھر کوئی ایسا ثابت قدم اور استقلال کرنے والا ایک بھی ثابت نہیں۔“

(براہین احمدیہ چہار حصص، روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 112-111)

آپؑ نے فرمایا کہ نبیوں کا مقام بھی بڑا ہے وہاں بھی یہ مثالیں نہیں ملتیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے توکّل کی مثالیں ہیں۔

پھر آپؑ فرماتے ہیں: ”تبتّل“ یعنی خدا تعالیٰ سے دل لگانا اور دنیا کو چھوڑنا ”اس“ کا عملی نمونہ ہمارے پیغمبرِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ نہ آپؐ کو کسی کی مدح کی پَروا نہ ذم کی“ یعنی نہ کسی تعریف کی پَرواہ تھی نہ کسی کے برا کہنے کی۔ ” کیا کیا آپؐ کو تکالیف پیش آئیں مگر کچھ بھی پروا نہیں کی۔ کوئی لالچ اور طمع آپؐ کو اس کام سے نہ روک سکا جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم خدا کی طرف سے کرنے آئے تھے۔ جب تک انسان اس حالت کو اپنے اندر مشاہدہ نہ کر لے اور امتحان میں پاس نہ ہو لے کبھی بھی بے فکر نہ ہو۔“ یہاں آپؑ نے نصیحت فرمائی کہ یہ مقام حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ بے فکر نہیں ہونا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ پر توکّل کرنے کے اس اعلیٰ مقام تک پہنچنا چاہیے کہ صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہی مدّنظر ہو۔ پھر فرماتے ہیں کہ ”پھر

یہ بات بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ جو شخص متبتّل ہوگا متوکّل بھی وہی ہوگا۔
گویا متوکّل ہونے کے واسطے متبتّل ہونا شرط ہے۔“

یعنی اگر توکّل کرنا ہے تو اس کے لیے پھر اللہ تعالیٰ کی طرف جھکنا بھی ضروری ہے ”کیونکہ جب تک اَوروں کے ساتھ تعلقات ایسے ہیں کہ ان پر بھروسہ اور تکیہ کرتا ہے اُس وقت تک خالصةً اللہ پر توکّل کب ہوسکتا ہے۔ جب خدا کی طرف انقطاع کرتا ہے تو وہ دنیا کی طرف سے توڑتا ہے اور خدا میں پیوند کرتا ہے اور یہ تب ہوتا ہے جب کہ کامل توکّل ہو

جیسے ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کامل متبتّل تھے ویسے ہی کامل متوکّل بھی تھے اور یہی وجہ ہے کہ اتنے وجاہت والے اور قوم و قبائل کے سرداروں کی ذرا بھی پروا نہیں کی اور ان کی مخالفت سے کچھ بھی متاثر نہ ہوئے۔ آپؐ میں ایک فوق العادت یقین خدا تعالیٰ کی ذات پر تھا۔ اسی لیے اس قدر عظیم الشان بوجھ کو آپؐ نے اٹھالیا اور ساری دنیا کی مخالفت کی اور ان کی کچھ بھی ہستی نہ سمجھی۔ یہ بڑا نمونہ ہے توکّل کا جس کی نظیر دنیا میں نہیں ملتی۔

اس لیے کہ اس میں خدا کو پسند کر کے دنیا کو مخالف بنالیا جاتا ہے مگر یہ حالت پیدا نہیں ہوتی جب تک گویا خدا کو نہ دیکھ لے۔ جب تک یہ امید نہ ہو کہ اس کے بعد دوسرا دروازہ ضرور کھلنے والا ہے۔ جب یہ امید اور یقین ہوجاتا ہے تو وہ عزیزوں کو خدا کی راہ میں دشمن بنالیتا ہے۔ اس لیے کہ وہ جانتا ہے کہ خدا اَور دوست بنادے گا۔ جائیداد کھو دیتا ہے کہ اس سے بہتر ملنے کا یقین ہوتا ہے۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ

خدا ہی کی رضا کو مقدّم کرنا تو تبتّل ہے اور پھر تبتّل اور توکّل توام ہیں۔“

یعنی ایک دوسرے سے جڑے ہوئے ہیں، جڑواں ہیں۔

”تبتّل کا راز ہے توکّل اور توکّل کی شرط ہے تبتّل۔ یہی ہمارا مذہب اس امر میں ہے۔“

(ملفوظات جلد 2 صفحہ 302 ایڈیشن 2022ء)

اللہ تعالیٰ کی طرف مکمل جھکیں گے، دنیا پر انحصار ختم کریں گے تو تبھی حقیقی توکّل کی حالت پیدا ہوگی اور جیسا کہ مَیں نے کہا اور ہم سب جانتے ہیں کہ اس کی اعلیٰ ترین مثال ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: ”یہ نہ سمجھو کہ اللہ تعالیٰ کمزور ہے۔ وہ بڑی طاقت والی ذات ہے۔ جب اس پر کسی امر میں بھروسہ کرو گے وہ ضرور تمہاری مدد کرے گا۔ وَمَنۡ یَّتَوَكَّلۡ عَلَی اللّٰهِ فَهُوَ حَسۡبُهٗ (الطلاق: 4)“ اور جو کوئی اللہ پر توکّل کرتا ہے وہ اللہ اس کے لیے کافی ہے ”لیکن جو لوگ ان آیات کے پہلے مخاطب تھے وہ اہل دین تھے۔ ان کی ساری فکریں محض دینی امور کے لیے تھیں اور ان کے دنیوی امور حوالہ بخدا تھے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے ان کو تسلی دِی کہ مَیں تمہارے ساتھ ہوں۔ غرض برکاتِ تقویٰ میں سے ایک یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ متقی کو ان مصائب سے مخلصی بخشتا ہے جو دینی امور کے حارج ہوں۔

ایسا ہی اللہ تعالیٰ متقی کو خاص طور پر رزق دیتا ہے۔ یہاں میں معارف کے رزق کا ذکر کروں گا۔“ آپؑ مادی ذکر نہیں فرما رہے معارف کے رزق کا ذکر کر رہے ہیں۔ آپؑ فرماتے ہیں کہ ”آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو باوجود اُمّی ہونے کے تمام جہان کا مقابلہ کرنا تھا جس میں اہل کتاب، فلاسفر، اعلیٰ درجہ کے علمی مذاق والے لوگ اور عالم فاضل شامل تھے لیکن آپ کو روحانی رزق اس قدر ملا کہ آپؐ سب پر غالب آئے اور ان سب کی غلطیاں نکالیں۔ یہ روحانی رزق تھا کہ جس کی نظیر نہیں۔“ (ملفوظات جلد 1 صفحہ 11، ایڈیشن 2022ء)

اس بارے میں حضرت عمر بن خطابؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

اگر تم توکّل کرو اللہ پر جیسا اس کے توکّل کا حق ہے تو ضرور تمہیں رزق دیا جائے گا جیسے پرندوں کو دیا جاتا ہے۔

یہاں مادی رزق کا بھی آپؐ نے فرمایا توکّل کرو گے تو ملے گا۔

وہ صبح خالی پیٹ نکلتے ہیں اور شام کو پیٹ بھر کر واپس آتے ہیں۔

(سنن الترمذی ابواب الزھد۔ باب فی التوکّل علی اللہ حدیث نمبر 2344)

حضرت ابو ذرؓ سے مروی ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دنیا میں بے رغبتی حلال کو حرام کرنا نہیں ہے اور نہ مال ضائع کرنا ہے کہ ہمیں مال سے رغبت کوئی نہیں۔ جو چیزیں جائز ہیں ان کو بھی کہہ دیا بھئی! ہم تو نہیں مانتے جیسے آج کل کے بعض پیروں فقیروں کا طریق ہے۔ لیکن

دنیا میں بے رغبتی یہ ہے کہ جو تمہارے دونوں ہاتھوں میں ہے وہ اس سے زیادہ قابلِ اعتماد نہ ہو جو اللہ کے ہاتھ میں ہے۔

یہ بے رغبتی ہے کہ تمہارے پاس جو اپنا مال ہے اپنے قبضے میں اس سے زیادہ اس بات پر یقین ہو کہ جو اللہ کے پاس ہے اس سے مجھے زیادہ فائدہ پہنچے گا اور مصیبت کے ثواب کے بارے میں تم ایسے ہو کہ جب تمہیں مصیبت پہنچے تو تم اس میں زیادہ راغب ہو کہ کاش! وہ تمہارے لیے باقی رہتی۔

(سنن الترمذی ابواب الزھد۔ باب ماجاء فی الزھادة فی الدنیا حدیث 2340)

پس یہ توکّل ہے کہ اپنے پاس موجود چیز سے زیادہ یہ یقین ہو کہ اللہ تعالیٰ میری ضرورت پوری کرے گا۔ میری بعض چیزیں تو ضائع ہوسکتی ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کے پاس جو ہے وہ کبھی ضائع نہیں ہوتا اور حسبِ ضرورت توکّل کرنے والے کو، نیک عمل کرنے والے کو ملتا رہتا ہے۔

حضرت عمرو بن عاصؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابنِ آدم کے دل سے ہر وادی میں ایک راستہ ہے۔ جس شخص کے دل نے اس کی تمام راہوں کی پیروی کی تو اللہ نہیں پرواہ کرتا کہ اس کو کسی وادی میں چلا دے یا ہلاک کر دے۔ اور

جو اللہ پر توکّل کرے تو اللہ اس کے لیے مختلف راہوں پر چلنے میں کافی ہوگا۔

(سنن ابن ماجہ کتاب الزھد باب التوکّل والیقین حدیث 4166)

اس حدیث کی شرح جو ہے اس میں لکھا ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ جو اپنے دل کو مختلف خواہشوں، فکروں اور دنیاوی پریشانیوں کا تابع بنا دے اور ہر طرف اس کی توجہ بٹی رہے تو اللہ تعالیٰ کو اس کی کوئی پرواہ نہیں رہتی کہ وہ کس وادی میں جا کے ہلاک ہوتا ہے۔ کہاں جیتا ہے کہاں مرتا ہے اس کی اللہ کو پرواہ نہیں۔ وَمَنۡ یَّتَوَكَّلۡ عَلَی اللّٰهِ یعنی اللہ تعالیٰ اس کی مختلف اور منتشر ضروریات، پریشانیوں اور حاجتوں کی کفالت فرماتا ہے جو اللہ کی طرف جھکنے والا ہے اور انہیں پورا کر دیتا ہے۔ اسی معنی کی تائید اس روایت سے بھی ہوتی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

جو شخص اپنی تمام فکروں کو ایک ہی فکر یعنی دین کی فکر بنا لے۔ اپنا دین دیکھے کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے تعلق دیکھے کیا ہے۔ اپنی روحانی حالت کو دیکھے کیا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے دنیا اور آخرت کی باقی تمام فکروں کو کافی ہوجاتا ہے۔

(مرقاۃ المفاتیح جلد 9 صفحہ 498، دار الکتب العلمیة بیروت 2001ء)

یہ مطلب ہے اس حدیث کا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کس باریکی سے اللہ تعالیٰ پر توکّل کو سامنے رکھتے

ہوئے اپنے روزمرّہ کے معاملات کے لیے دعا کیا کرتے تھے۔

حضرت ام سلمہؓ نے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنے گھر سے نکلتے تھے تو کہتے تھے،

[بِسْمِ اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ اللّٰهُمَّ إِنَّا نَعُوذُ بِكَ مِنْ أَنْ نَزِلَّ أَوْ نَضِلَّ أَوْ نَظْلِمَ أَوْ نُظْلَمَ أَوْ نَجْهَلَ أَوْ يُجْهَلَ عَلَيْنَا۔]

ترجمہ پڑھتا ہوں کہ اللہ کے نام کے ساتھ میں نے اللہ پر توکّل کیا۔ اے اللہ! ہم تیری پناہ چاہتے ہیں اس سے کہ ہم پھسل جائیں یا ہم بھٹک جائیں یا ہم ظلم کریں یا ہم پر ظلم کیا جائے یا ہم جہالت سے پیش آئیں یا ہمارے ساتھ جہالت سے پیش آیا جائے۔

(سنن ترمذی ابواب الدعوات باب منه دعاء بسم الله توكلت على الله حديث 3427)

اسی طرح ایک اَور روایت بھی ہے۔ حضرت بُرَیدہؓ نے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنے گھر سے باہر تشریف لاتے تو کہتے کہ

[بِسْمِ اللّٰهِ، تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ۔ اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُبِكَ أَنْ أَضِلَّ أَوْ أُضَلَّ أَوْ أَزِلَّ أَوْ أُزَلَّ أَوْ أَظْلِمَ أَوْ أُظْلَمَ أَوْ أَجْهَلَ أَوْ يُجْهَلَ عَلَيَّ أَوْ أَبْغِيَ أَوْ يُبْغٰى عَلَيَّ۔]

اللہ کے نام کے ساتھ مَیں نے اللہ پر بھروسہ کیا اور اللہ ہی کی توفیق سے نیکی کی طاقت اور برائی سے بچنے کی قوّت حاصل ہوتی ہے۔ اے اللہ! مَیں تیری پناہ مانگتا ہوں اس سے کہ مَیں گمراہ ہو جاؤں یا مجھے گمراہ کیا جائے۔ مَیں لغزش کا شکار ہو جاؤں یا مجھے لغزش میں ڈال دیا جائے۔ مَیں کسی پر ظلم کروں یا مجھ پر ظلم کیا جائے۔ مَیں جہالت کا ارتکاب کروں یا میرے ساتھ جہالت کا برتاؤ کیا جائے اور مَیں کسی پر زیادتی کروں یا میرے خلاف زیادتی کی جائے۔ (کنزالعمال جلد 7 صفحہ 54 روایت 18416، دارالکتب العلمیۃ بیروت) یعنی تمام چیزیں اس میں cover ہوگئیں۔ ان سب کا احاطہ ہو گیا۔

اسی طرح گھر میں داخل ہونے کی دعا کا بھی ذکر ملتا ہے۔ حضرت ابو مالک اشعریؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب کوئی شخص اپنے گھر میں داخل ہو تو اسے چاہیے کہ یہ کہے کہ

[اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْأَلُكَ خَيْرَ الْمَوْلِجِ وَخَيْرَ الْمَخْرَجِ بِسْمِ اللّٰهِ وَلَجْنَا وَبِسْمِ اللّٰهِ خَرَجْنَا وَعَلَى اللّٰهِ رَبِّنَا تَوَكَّلْنَا]

اے اللہ! مَیں تجھ سے گھر میں داخل ہونے کی بھلائی مانگتا ہوں اور گھر سے باہر نکلنے کی بھلائی مانگتا ہوں۔ اللہ کے نام کے ساتھ ہم داخل ہوتے ہیں اور اللہ کے نام کے ساتھ ہم نکلتے ہیں اور اللہ پر جو ہمارا ربّ ہے ہم توکّل کرتے ہیں۔ پھر وہ اپنے گھر والوں کو سلام کرے۔

(سنن ابو داؤد کتاب الادب باب ما يقول الرجل اذا دخل بيته، حديث : 5096)

یہ دعا پڑھے اور پھر گھر میں داخل ہو کر گھر والوں کو سلام کرے۔ پھر آپؐ کے

توکّل اور خدا تعالیٰ کے خوف

کے بارے میں ایک روایت ہے۔ حضرت ابوہریرہؓ سے یہ روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت بلالؓ کے پاس تشریف لے گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے پاس کھجوروں کا ایک ڈھیر دیکھا تو فرمایا: اے بلال! یہ کیا ہے؟ حضرت بلالؓ نے عرض کیا: یہ کچھ کھجوریں ہیں جو مَیں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ذخیرہ کر رکھی ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

افسوس ہے تم پر اے بلال! کیا تمہیں یہ خوف نہیں کہ قیامت کے دن اس کا دھواں جہنم میں اٹھے یعنی عذاب کا باعث بن جائے۔ اے بلال! خرچ کرو اور عرش کے مالک کی طرف سے تنگدستی کا خوف نہ کرو۔

(المعجم الاوسط جزء 3 صفحہ 86 حدیث:2572، الناشر: دارالحرمين القاهرة)

توکّل کرو اس پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس حوالے سے فرماتے ہیں کہ ”انسان کے ایمان میں ترقی تب ہی ہوسکتی ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کے فرمودہ پر چلے اور خدا پر اپنے توکّل کو قائم کرے۔ ایک دفعہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بلالؓ کو دیکھا کہ وہ کھجوریں جمع کرتا تھا۔ آپؐ نے فرمایا کہ کس لیے ایسا کرتا ہے۔ اس نے کہا کہ کل کے لیے جمع کرتا ہوں۔ آپؐ نے فرمایا کہ کیا تو کل کے خدا پر ایمان نہیں رکھتا؟“ جو خدا تجھے آج دے رہا ہے وہ کل نہیں تجھے دے گا۔ اس پہ ایمان نہیں تیرا؟ لیکن آپؑ نے فرمایا، وضاحت بھی کر دی کہ یہ بھی نہیں کہ فضول خرچیاں کرتے چلے جاؤ۔ بعض لوگوں کے ہاتھ کھلے ہوتے ہیں اور وہ نہیں کرتے۔ فرمایا کہ ”لیکن یہ بات بلالؓ کو فرمائی ہر کسی کو نہیں فرمائی۔ اور ہر ایک کو وعظ او رنصیحت اس کی برداشت کے مطابق کیا جاتا ہے۔“ (ملفوظات جلد 9 صفحہ 210، ایڈیشن 2022ء)

آپؑ نے فرمایا کہ آنحضرتؐ کے بارے میں یہ نصیحت ہے ضرور۔ کیونکہ حدیث میں واضح طور پہ آتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں کہا کہ آپؐ کے لیے اکٹھا کر رہا ہوں تو آپؐ نے کہا میرا تو توکل ہے اس پر۔ اگر میرے لیے رکھی گئی ہیں تو اس کا دھواں تو مجھے پہنچے گا۔ لیکن بعض لوگوں کو اور قرآن شریف کے حکم کے مطابق یہ نصیحت بھی ہے کہ اتنی فضول خرچی نہ کرو کہ کچھ نہ ہو۔ کچھ نہ کچھ اپنے اسباب کا سامان بھی کرو اور پھر اللہ تعالیٰ پر توکّل بھی کرو کہ وہ ان اسباب کو محفوظ بھی رکھے اور ان سے فیض اٹھانے کی بھی توفیق عطا فرمائے۔

توکّل کا یہ مطلب نہیں کہ احتیاط سے کام نہ لیا جائے اور اسباب کا استعمال نہ کیا جائے۔ یہ بات بھی اسلامی تعلیم کے خلاف ہے۔

چنانچہ حضرت انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں: ایک آدمی نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مَیں اونٹ کا گھٹنا باندھوں اور توکّل کروں یا اسے کھلا چھوڑ دوں اور توکّل کروں؟ آپؐ نے فرمایا:

اس کا گھٹنا باندھو اور توکّل کرو۔

(سنن الترمذی، ابواب صفة القيامة (والرقائق والورع عن رسول الله) باب حديث اعقلها وتوكّل...، حديث: 2517)

یہ ایک مثال ہے۔ باقی معاملات میں بھی اسی مثال کو لاگو کیا جا سکتا ہے۔ روایت میں ہے کہ ایسا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تب فرمایا تھا کہ جب ایک بدوی نے یا ایک روایت کے مطابق حضرت عمرو بن امیہؓ نے اپنی اونٹنی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد کے دروازے پر کھلا چھوڑ دیا اور نماز پڑھنے کے لیے اندر چلا گیا۔

(تخريج احاديث وآثار كتاب في ظلال القرآن صفحہ 342 حديث 660 دار الهجرة للنشر والتوزيع 1995 ء)
(الجامع لشعب الایمان جلد 2 صفحہ 427 حدیث نمبر 1159 مکتبہ الرشد)

اس کی تفصیل حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس طرح بیان فرمائی ہے کہ

”انسان کو چاہیے کہ تقویٰ کو ہاتھ سے نہ دیوے اور خدا پر بھروسہ رکھے تو پھر اسے کسی قسم کی تکلیف نہیں ہوسکتی۔ خدا پر بھروسہ کے یہ معنے نہیں ہیں کہ انسان تدبیر کو ہاتھ سے چھوڑ دے بلکہ یہ معنے ہیں کہ تدبیر پوری کر کے پھر انجام کو خدا پر چھوڑے اس کا نام توکّل ہے۔

اگر وہ تدبیر نہیں کرتا اور صرف توکّل کرتا ہے تو اس کا توکّل پھوکا...“ یعنی کھوکھلا اور خالی ”ہو گا اور اگر نِری تدبیر کرکے اس پر بھروسہ کرتا ہے۔“ کہ مَیں نے تدبیر کر لی ہے اب کافی ہے، اللہ پر بھروسہ کرنے کی ضرورت نہیں ”اور خدا پر توکّل نہیں ہے تو وہ تدبیر بھی پھوکی...ہو گی“ وہ تدبیر بھی ضائع ہو جائے گی۔ ”ایک شخص اونٹ پر سوار تھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس نے دیکھا۔ تعظیم کے لیے نیچے اُترا اور ارادہ کیا کہ توکّل کرے اور تدبیر نہ کرے۔ چنانچہ اس نے اپنے اونٹ کا گھٹنا نہ باندھا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مل کر آیا تو دیکھا کہ اونٹ نہیں ہے۔ واپس آ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی کہ مَیں نے تو توکّل کیا تھا لیکن میرا اونٹ جاتا رہا۔ آپؐ نے فرمایا کہ تُو نے غلطی کی۔ پہلے اونٹ کا گھٹنا باندھتا اور پھر توکّل کرتا تو ٹھیک ہوتا۔“

(ملفوظات جلد 6 صفحہ 59-58 ایڈیشن 2022ء)

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کچھ دینار آئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان میں سے سب تقسیم کر دیے صرف چھ دینار باقی رہ گئے جنہیں آپؐ نے اپنی ازواج مطہرات میں سے ایک کے پاس رکھوا دیا۔ ایک اَور روایت میں ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی آخری بیماری میں حضرت عائشہؓ کے سینے سے ٹیک لگائے ہوئے تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے عائشہ! وہ سونے کے دینار کہاں ہیں؟ حضرت عائشہؓ نے عرض کیا کہ وہ میرے پاس محفوظ ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: انہیں اللہ کی راہ میں خرچ کر دو۔ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر بیماری کی شدت کی وجہ سے بے ہوشی طاری ہو گئی۔ (وہ بھی جو آپؐ نے رکھوائے تھے وہ اس لیے تھے کہ کسی وقت میں تقسیم کرنے ہیں) جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہؓ کے سینے سے ٹیک لگائے ہوئے تھے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو افاقہ ہوا تو دوبارہ دریافت فرمایا۔ اے عائشہ! کیا وہ سونے کے دینار خرچ کر دیے؟ انہوں نے عرض کیا: نہیں اللہ کی قسم یا رسول اللہؐ! ابھی نہیں کیے۔ حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ دینار منگوائے۔ جب وہ لائے گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اپنی ہتھیلی پر رکھا، گنا تو وہ چھ دینار تھے۔ پھر فرمایا کہ

محمدؐ کا اپنے ربّ پر کیا توکّل ہوا اگر خدا سے ملاقات اور دنیا سے رخصت ہوتے وقت یہ دینار اس کے پاس ہوں۔ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ تمام دینار اللہ کی راہ میں صدقہ کر دیے اور اسی دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہو گئی۔

(ماخوذ از الطبقات الکبریٰ جلد 2 صفحہ 182 - 183 دارالکتب العلمیہ)

اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے: قُلْ لَّنْ يُّصِيْبَنَآ اِلَّا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَنَا ۚ هُوَ مَوْلٰنَا ۚ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ۔ (التوبۃ: 51) یعنی تُو ان سے کہہ دے ہم کو تو وہی پہنچتا ہے جو اللہ نے ہمارے لیے مقرر کر چھوڑا ہے۔ وہ ہمارا کارساز ہے اور مومنوں کو چاہیے کہ وہ اللہ پر ہی توکّل رکھیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ میں ہم دیکھتے ہیں کہ کس طرح آپؐ نے توکّل کی اعلیٰ مثال ایک موقع پر قائم فرمائی۔ اللہ کا اللہ تعالیٰ پر توکّل کا ہی حکم ہے تو آپؐ خود بھی کس طرح عمل کرتے تھے۔ جب مسیلمہ کذاب نے اپنے لشکر کے ساتھ آپؐ کی اطاعت میں آنے کا کہا لیکن شرط لگا دی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شرط کوئی قبول نہیں ہے بلکہ سختی سے ردّ فرمایا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا مسیلمہ کذاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں آیا اور کہنے لگا اگر محمد اپنے بعد مجھے جانشین بنائیں تو میں ان کا پیرو ہوں گا اور وہ مدینہ میں اپنی فوج کے بہت سے لوگوں کے ساتھ آیا تھا۔ بعض روایتوں میں آتا ہے کہ ایک لاکھ لوگ تھے۔ یعنی اس کے ماننے والے تھے۔ آئے تو کم ہی ہوں گے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس آئے اور آپؐ کے ساتھ حضرت ثابتؓ بن قیس بن شَمَّاس تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں کھجور کی ایک چھڑی تھی۔ آپؐ آ کر مسیلمہ کے سامنے جب کہ وہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ بیٹھا تھا، کھڑے ہو گئے اور آپؐ نے فرمایا: اگر تُو مجھ سے یہ لکڑی کا ٹکڑا بھی مانگے تو مَیں تمہیں یہ بھی نہ دوں گا اور تُو ہرگز اللہ کے فیصلے سے آگے نہیں بڑھ سکے گا جو تیرے لیے مقدر ہے۔ اگر تُو پیٹھ پھیر کر چلا گیا تو اللہ تعالیٰ تمہاری جڑ کاٹ دے گا اور مَیں تمہیں وہ شخص دیکھ رہا ہوں جس کے متعلق مجھے خواب میں بہت کچھ دکھایا گیا ہے۔ وہ اس سے پہلے یہ بات کر چکا تھا کہ آپؐ مجھے اپنا جانشین بنائیں۔ تو بہرحال آپؐ نے کہا اس چھڑی کے برابر بھی تمہیں نہیں ملے گا۔ اب تو مَیں دیکھ رہا ہوں کہ جو مَیں نے خواب میں دیکھا تھا۔ اور یہ ثابتؓ ہیں۔ مجھے دکھایا گیا ہے اور یہ ثابتؓ ہیں۔ ہاں ثابت لفظ نہیں بلکہ ثابتؓ صحابی تھے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ آپؐ نے فرمایا اور یہ ثابتؓ ہیں یعنی میرا نمائندہ ہے۔ یہ حضرت

ثابتؓ ہیں جو میری طرف سے تمہیں جواب دیں گے اور یہ کہہ کر آپؐ اس کو چھوڑ کر واپس چلے گئے۔حضرت ابن عباسؓ کہتے تھے مَیں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کے متعلق پوچھا کہ تم کو مَیں وہی شخص دیکھ رہا ہوں جس کے متعلق مجھے خواب میں وہ کچھ دکھایا گیا جو دکھایا گیا۔حضرت ابوہریرہؓ نے مجھ سے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک بار مَیں سویا ہوا تھا کہ اسی اثنا میں مَیں نے اپنے ہاتھ میں سونے کے دو کنگن دیکھے۔ان کی کیفیت نے مجھے فکر میں ڈال دیا۔ پھر مجھے خواب میں وحی کی گئی کہ مَیں ان پر پھونکوں۔ چنانچہ مَیں نے ان پر پھونکا اور وہ اڑ گئے۔ مَیں نے ان کی تعبیر دو جھوٹے شخص سمجھے جو بعد میں ظاہر ہوں گے۔ ان میں سے ایک عنسی ہے اور دوسرا مسیلمہ۔

(صحیح البخاری کتاب المغازی باب وفد بنی حنیفہ حدیث 4373 - 4374 مترجم جلد 9 صفحہ 257 - 258 شائع کردہ نظارت اشاعت) (البدایۃ والنہایۃ جزء 9 صفحہ 333، ھجر 1998ء)

اسود عنسی اور مسیلمہ یہ دونوں وہ تھے جنہوں نے باغیانہ رویّہ اختیار کیا اور وہاں سے اس وقت چلے گئے اور حضرت ابوبکرؓ کے زمانے میں پھر انہوں نے جنگ بھی کی۔

حضرت مصلح موعودؓ اس حوالے سے لکھتے ہیں بڑی تفصیل میں لکھا ہے کہ

”رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی کام میں بھی دنیا اور اہل دنیا کی طرف توجہ نہ تھی اور ارضی اسباب کی طرف آپؐ آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھتے تھے بلکہ ہر کام میں آپؐ کی نظر خدا تعالیٰ ہی کی طرف لگی رہتی کہ وہی کچھ کرے گا گویا کہ توکّل کا ایک کامل نمونہ تھے جس کی نظیر نہ پہلے انبیاء میں ملتی ہے نہ آپؐ کے بعد آپؐ کے سے توکل والا کوئی انسان پیدا ہوا ہے....“

چنانچہ تاریخ ہمیں بتاتی ہے کہ ” مسیلمہ رسول کریمؐ کی زندگی میں ایک لشکرِ جرّار لے کر آپؐ کے پاس مدینہ میں آیا اور آپؐ سے اس بات کی درخواست کی کہ اگر آپؐ اسے اپنے بعد خلیفہ بنالیں تو وہ اپنی جماعت سمیت آپؐ کی اتّباع اختیار کر لے گا اور اسلام کی حالت چاہتی تھی“ کیونکہ اس وقت اسلام کی کمزور حالت تھی ” کہ آپؐ اس ذریعہ کو اختیار کر لیتے اور اس کی مدد سے فائدہ اٹھا لیتے لیکن جس پاک وجود کو خدا تعالیٰ کی طاقت پر بھروسہ اور توکّل تھا اور وہ انسانی منصوبوں کی ذرّہ بھر بھی پرواہ نہ کرسکتا تھا آپؐ نے اس کی درخواست کو فوراً ردّ کر دیا۔“ کہ یہ نہیں ہوسکتا۔

” حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں... رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں۔“ یہ وہی حدیث ہے جو میں نے بیان کی ہے۔اس کو یہاں quote کیا ہے کہ ” مسیلمہ کذاب آیا اور کہنے لگا کہ اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنے بعد مجھے حاکم مقرر کر دیں تو میں ان کا متبع ہو جاؤں اور اس وقت وہ اپنے ساتھ اپنی قوم میں سے ایک جماعتِ کثیر لایا تھا۔ رسول کریمؐ یہ بات سن کر اس کی طرف آئے اور ثابت ابن قیس ابن شماس رضی اللہ عنہ آپ کے ساتھ تھے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں کھجور کی ایک شاخ کا ٹکڑا تھا۔آپؐ آئے یہاں تک کہ مسیلمہ کے سامنے کھڑے ہو گئے اور وہ اپنے ساتھیوں میں بیٹھا تھا۔آپؐ نے فرمایا کہ اگر تُو مجھ سے یہ شاخ بھی مانگے تو مَیں تجھے نہ دوں اور جو کچھ خدا نے تیرے لئے مقدر کیا ہے تُو اس سے آگے نہیں بڑھے گا اور اگر تو پیٹھ پھیر کر چلا جائے گا تو اللہ تعالیٰ تیری کونچیں کاٹ دے گا اور مَیں تو تجھے وہی شخص پاتا ہوں جس کی نسبت مجھے وہ نظارہ دکھایا گیا تھا جو مَیں نے دیکھا اور یہ ثابتؓ ہیں میری طرف سے تجھے جواب دیں گے۔ پھر آپؐ وہاں سے چلے گئے۔حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں“ جیسا کہ مَیں نے پہلے بھی بتایا تھا کہ ”مَیں نے پوچھا کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا فرمایا ہے کہ مَیں تو تجھے وہی شخص پاتا ہوں جس کی نسبت وہ نظارہ دکھایا گیا تھا جو میں نے دیکھا۔اس پر مجھے حضرت ابوہریرہؓ نے بتایا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ ایک دفعہ مَیں سو رہا تھا کہ مَیں نے دیکھا میرے دونوں ہاتھوں میں دو کڑے ہیں جو سونے کے ہیں ان کا ہونا مجھے کچھ ناپسند سا معلوم ہوا۔اس پر مجھے خواب میں وحی نازل ہوئی کہ مَیں ان پر پھونکوں۔ جب مَیں نے پھونکا تو وہ دونوں اڑ گئے۔ پس مَیں نے تعبیر کی کہ دو جھوٹے ہوں گے جو میرے بعد نکلیں گے۔ایک تو عنسی ہے اور دوسرا مسیلمہ۔

اس واقعہ سے معلوم ہوسکتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا تعالیٰ پر کیسا یقین تھا اور آپؐ خدا تعالیٰ کی مدد پر کیسے مطمئن تھے۔

آپؐ کے چاروں طرف کافروں کا زور تھا جو ہر وقت آپؐ کو دکھ دیتے اور ایذاء پہنچانے میں مشغول رہتے تھے اور جن جن ذرائع سے ممکن ہوتا آپؐ کو تکلیف پہنچاتے تھے۔قیصر و کسریٰ بھی اپنے اپنے حکام کو آپ کے مقابلہ کے لئے احکام پر احکام بھیج رہے تھے۔ بنی غسّان لڑنے کے لئے تیاریاں کر رہے تھے۔ایرانی اس بڑھتی ہوئی طاقت کو حسد و حیرت کی نگاہوں سے دیکھ رہے تھے۔ ہر ایک حکومت اس نئی تحریک پر شک و شبہ کی نگاہیں ڈال رہی تھی۔ایسے وقت میں جب تک ایک لشکرِ جرّار آنحضرتؐ کے ارد گرد جمع نہ ہوتا آپؐ کے لئے اپنے دشمنوں کی زد سے بچنا بظاہر مشکل بلکہ ناممکن نظر آتا تھا۔ مدینہ منورہ سے لے کر مکہ مکرمہ تک کی فتوحات نے آپؐ کو ہر ایک آس پاس کی حکومت کے مدّ مقابل کھڑا کر دیا تھا اور دُور بین نگاہیں ابتداءِ امر میں ہی اس بڑھنے والی طاقت کو تباہ کر دینے کی فکر میں تھیں کیونکہ انہیں یقین تھا کہ یہ طاقت اگر اَور زیادہ بڑھ گئی تو ہمارے بڑے بڑے قصور محلات کی اینٹ سے اینٹ بجادے گی۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان عظیم الشان مظاہروں کے مقابلہ کے لئے جو کچھ بھی تیاری کرتے کم تھی۔ انسانی عقل ایسی حالت میں جس طرح دوست و دشمن کو اپنے ساتھ ملانا چاہتی ہے اور جن جن تدابیر سے غیروں کو بھی اپنے اندر شامل کرنا چاہتی ہے وہ تاریخ کے پڑھنے والوں کو آسانی سے سمجھ میں آسکتی ہیں۔لیکن

وہ میرا پیارا زمینی نہیں بلکہ آسمانی تھا۔ بڑھتے ہوئے لشکر اور دوڑتے ہوئے گھوڑے، اٹھتے ہوئے نیزے اور چمکتی ہوئی تلواریں اس کی آنکھوں میں کچھ حقیقت نہیں رکھتی تھیں۔ وہ ملائکہ آسمانی کا نزول دیکھ رہا تھا اور زمین و آسمان کا پیدا کنندہ اس کے کان میں ہر دم تسلی آمیز کلام ڈال رہا تھا۔اس کا دل یقین سے پُر اور سینہ ایمان سے معمور تھا۔غرضیکہ بجائے دنیاوی اسباب پر بھروسہ کرنے کے اس کا توکّل خدا پر تھا۔ پھر بھلا ان مصائب سے وہ کب گھبرا سکتا تھا۔

اس نے مسیلمہ اور اس کے لشکر پر بھروسہ کرنا ایک دم کے لئے بھی مناسب نہ جانا اور صاف کہہ دیا کہ خلافت کا دھوکہ دے کر تجھے اپنے ساتھ ملانا اور تیری قوم کی اعانت حاصل کرنی تو علیحدہ امر ہے ایک کھجور کی شاخ کے بدلہ میں بھی اگر تیری حمایت حاصل کرنی پڑے تو مَیں اس کی طرف آنکھ اٹھا کر نہ دیکھوں۔

اس غیور دل کی حالت پر غور کرو۔ اس متوکّل انسان کی شان پر نظر ڈالو۔ اس یقین سے پُر دل کی کیفیت کا احساس اپنے دلوں کے اندر پیدا کر کے دیکھو کہ کس یقین اور توکّل کے ماتحت وہ مسیلمہ کو جواب دیتا ہے۔ کیا کوئی بادشاہ ایسے اوقات میں اس جرأت اور دلیری کو کام میں لا سکتا ہے۔کیا تاریخ کسی گوشت اور پوست سے بنے ہوئے انسان کو ایسے مواقع میں سے اس سلامتی سے نکلتا ہوا دکھا سکتی ہے۔ اگر نہیں تو اس کی وجہ کیا ہے؟ اس کی وجہ صرف یہی ہے کہ آپؐ کی زندگی سے مقابلہ کرنا ہی غلط ہے کیونکہ آپ نبی تھے۔ اگر آپؐ کا مقابلہ کیا جا سکتا ہے تو انبیاءؑ سے مگر جو شان آپؐ کو حاصل ہے اس کی نظیر انبیاء میں بھی نہیں مل سکتی کیونکہ آپؐ کو سب انبیاء پر فضیلت ہے۔

اس جگہ یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ مسیلمہ کو جواب دیتے وقت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ مدّنظر نہ تھا کہ آپؐ حکومت کے حق کو اپنی اولاد کے لئے محفوظ رکھنا چاہتے تھے کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو آپؐ کا انکار توکّل علی اللہ کے باعث نہیں بلکہ اپنی اولاد کی محبت کی وجہ سے قرار دیا جاتا لیکن رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اولاد کو اپنے بعد اپنا جانشین نہیں بنایا بلکہ حضرت ابوبکرؓ کی خلافت کی طرف اشارہ فرمایا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپؐ کا انکار کسی دنیاوی غرض کے لئے نہ تھا بلکہ ایک بے پایاں یقین کا نتیجہ تھا۔

اسی طرح یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ مسیلمہ کذاب کی مدد حاصل کرنا بظاہر مذہبی لحاظ سے بھی مضرّ نہ تھا کیونکہ اگر وہ یہ شرط پیش کرتا کہ مَیں آپ کی اتباع اس شرط پر کرتا ہوں کہ آپؐ فلاں فلاں دینی باتوں میں میری مان لیں تو بھی یہ کہا جا سکتا تھا کہ اپنی بات کی پچ“ طرفداری یا جانب داری ” کی وجہ سے آپؐ نے اس کے مطالبہ کا انکار کر دیا۔“ یعنی جو اس نے بات کی تھی میری مان لو صرف اس کی پچ رکھنے کے لیے آپؐ نے انکار کر دیا۔ ”لیکن اس نے کوئی ایسی بات نہیں کی جس سے معلوم ہو کہ وہ مذہب میں تبدیلی چاہتا تھا۔ پس

آپؐ کا انکار صرف اس توکّل اور یقین کا نتیجہ تھا جو آپؐ کو خدا تعالیٰ پر تھا۔

ایک اَور بات بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ آپؐ اگر چاہتے تو اس وقت مسیلمہ کو پکڑ کر مروا دیتے کیونکہ گو وہ ایک کثیر جماعت کے ساتھ آیا تھا مگر پھر بھی مدینہ میں تھا اور آپؐ کے ہاتھ کے نیچے لیکن اس معاملہ میں بھی آپؐ نے اللہ تعالیٰ پر توکّل کیا کہ وہ خود اس موذی کو ہلاک کرے گا۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔“ (سیرۃ النبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم انوار العلوم جلد 1 صفحہ 500 تا 504)

اب میں نماز کے بعد بعض **جنازہ غائب** پڑھاؤں گا، جن مرحومین کا ذکر ہے ان میں پہلا ذکر

مکرم مرزا اصفر محمود صاحب ابن مکرم غلام رسول صاحب

کا ہے۔منڈی بہاؤالدین کے رہنے والے تھے۔ ان کو گذشتہ دنوں 2/ ستمبر کو منڈی بہاؤالدین میں شہید کر دیا گیا۔اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ کسی نامعلوم شخص نے تعاقب کر کے پیچھے سے فائر کر کے آپ کو شہید کیا۔ شہادت کے وقت مرحوم کی عمر پینسٹھ (65) سال تھی۔

تفصیلات کے مطابق اس روز جس دن یہ واقعہ ہوا مرزا اصفر محمود صاحب اپنی ورکشاپ سے نماز مغرب کی ادائیگی کے لیے موٹرسائیکل پر روانہ ہوئے اور راستے میں ایک ویران جگہ آتی تھی وہاں سے گزرتے ہوئے کسی نامعلوم شخص نے موٹرسائیکل کا تعاقب کر کے پیچھے سے فائر کیا اور مرحوم کو تین گولیاں لگیں جس کے نتیجے میں موقع پر وفات ہوگئی۔ وقوعہ کے بعد حملہ آور تو فرار ہوگیا۔

شہید مرحوم کے خاندان میں احمدیت کا نفوذ آپ کی نانی محترمہ حسین بی بی صاحبہ آف کھاریاں ضلع گجرات کے توسّط سے ہوا تھا۔لوگوں کے خاندانوں میں مردوں کے ذریعے سے نفوذ ہوتا ہے لیکن یہاں ایک خاتون کے ذریعے سے ان کے خاندان میں احمدیت آئی جنہوں نے خلافت ثانیہ کے ابتدائی دَور میں بیعت کی سعادت حاصل کی تھی۔ بعد میں نانی محترمہ حسین بی بی صاحبہ کی تحریک اور تبلیغ سے شہید مرحوم کے دادا مکرم نواب دین صاحب جو باہمی رشتہ دار تھے، انہوں نے بھی بیعت کرلی۔ اپنے علاقہ میں شہید نمایاں احمدی تھے اور اپنے پیشہ اور مہارت کے لحاظ سے خصوصی شہرت رکھتے تھے۔ مکینک تھے اور ان کی اپنی وَرکشاپ تھی۔ اچھا کاروبار تھا۔ راست گوئی، اصولوں کی پابندی اور جھوٹ سے نفرت نمایاں وصف تھا۔ ہر آنے والے سے نہایت بشاشت اور محبت سے ملتے۔ بڑے تپاک سے سلام کرتے۔ ان کی دکان سے کوئی سوالی کبھی خالی ہاتھ نہ جاتا۔

شہید مرحوم کی اہلیہ نویدہ صاحبہ بیان کرتی ہیں کہ خلافت سے بے پناہ عشق تھا۔ پنجگانہ نماز کے علاوہ تہجد گزار اور باقاعدگی سے ایم ٹی اے کے پروگراموں سے مستفیض ہوتے۔ ہر ماہ کی یکم تاریخ کو اپنا آمد کا حساب مکمل کر کے سیکرٹری صاحب مال سے رابطہ کر کے باقاعدگی سے چندہ ادا کرتے۔ سیکرٹری مال کے گھر میں جا کے دیتے۔ روزانہ باقاعدگی سے صدقہ دیتے۔ ہر ماہ صدقہ بکرا بھی دیتے۔ مسجد کی اور دوسری مالی تحریکات میں پہلے اپنا حصہ ڈالتے۔ نظامِ وصیت میں خود بھی شامل تھے اور سب اہل خانہ کو بھی نظام وصیت میں شامل کروایا اور ملازمین کا بھی بڑا خیال رکھتے تھے۔ ان کو کوئی ضرورت پڑتی، مالی ضروریات ہوتیں یا کوئی بیمار ہوتا تو وہ پورا کرتے۔ ان کے بچوں کا خیال رکھتے۔ ان کے اخراجات پورے کرنے کی کوشش کرتے۔ ورکشاپ تھی،

لوگ عام طور پر کمانے کی طرف توجہ کرتے ہیں لیکن کسی مسافر کی گاڑی اگر خراب ہوجاتی تو بہت کم معاوضے پر کام کرتے اور بعض دفعہ تو بعض لوگوں کے مفت کام کر دیتے۔ کتنی بھی مصروفیت ہوتی جماعتی پروگراموں کو ترجیح دیتے تھے۔

امیر صاحب ضلع منڈی بہاؤالدین کہتے ہیں کہ شہید مرحوم وقتِ شہادت بطور نائب صدر جماعت، سیکرٹری جائیداد، نائب زعیم انصار اللہ، منتظم مال انصار اللہ منڈی بہاؤالدین شہر کی خدمت کی توفیق پا رہے تھے۔ کافی ساری خدمات ان کے سپرد تھیں۔ مسجد کا انصرام یعنی انتظام بھی ان کے سپرد تھا اور چابی ان کے پاس تھی۔ ہر نماز پہ جا کے مسجد کھولا کرتے تھے۔ کاروباری لوگ عام طور پر اس طرف توجہ نہیں دیتے لیکن یہ ہر نماز کے وقت جا کے مسجد کھولتے تھے۔

مظفر محمود صاحب مربی سلسلہ ہیں۔ یہ کہتے ہیں کہ انہوں نے مجھے بتایا کہ میں گذشتہ 25/سال سے ہر روز ورکشاپ پہ آنے سے پہلے دو نفل نماز پڑھتا ہوں۔

شہید مرحوم کے پسماندگان میں اہلیہ مکرمہ نویدہ صفدر صاحبہ کے علاوہ دو بیٹے کامران صفدر اور لقمان صفدر شامل ہیں۔ یہ شادی شدہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ شہید مرحوم کے درجات بلند فرمائے اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام سے نوازے۔ جملہ لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے اور ان کا حامی و ناصر ہو۔

دوسرا ذکر **عزیزہ امۃ العزیز** کا ہے۔ ان کی گذشتہ دنوں باسٹھ (62) سال کی عمر میں وفات ہوگئی۔ کچھ عرصے سے کافی بیمار تھیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصیہ تھیں۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت سیدہ اُمّ طاہر صاحبہ کی نواسی تھیں اور صاحبزادی امۃ الحکیم صاحبہ اور مکرم سید داؤد مظفر شاہ صاحب کی بیٹی تھیں۔ سید داؤد مظفر شاہ صاحب اُمّ طاہر کے بھتیجے اور سید محمود اللہ شاہ صاحب کے بیٹے تھے۔ میری خالہ زاد بھی تھیں اور میری اہلیہ کی سب سے چھوٹی بہن بھی تھیں۔ ان کا نکاح حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے خالد ظفر صاحب سے پڑھایا تھا۔ ان کی پہلی اہلیہ کی وفات ہوگئی تھی اور عزیزہ امۃ العزیز سے ان کی دوسری شادی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے عزیزہ کو دو بیٹوں سے نوازا اور دونوں بیٹے لائق ہیں۔ وکالت کر کے ایک تو واقف زندگی ہیں اور ربوہ میں نظارت امور عامہ میں کام کر رہے ہیں اور اچھے لائق وکیل ہیں۔ دوسرے حاشر ظفر ہیں۔ پہلا بیٹا ہے محمود افتخار اور دوسرا حاشر احمد۔ یہ بھی جرمنی میں پڑھا لکھا ہے اور اعلیٰ تعلیم حاصل کی ہے۔ اپنی ماں کی بھی دونوں بیٹوں نے حتی المقدور بہت خدمت کی ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں بھی جزا دے اور آئندہ بھی ماں کی دعاؤں کا وارث بنائے اور نیکیوں پہ قائم رکھے۔

عزیزہ کی زندگی گو بڑی تکلیف میں گزری ہے لیکن بڑے صبر سے انہوں نے زندگی گزاری ہے۔

مَیں نے ان جیسی صبر کرنے والی شاذ ہی کوئی دیکھی ہیں۔

عزیزہ کے بھائی سید خالد احمد شاہ صاحب کہتے ہیں کہ ہماری اس بہن نے اپنے والدین کی بہت خدمت کی اور والدہ کی وفات کے بعد تو ابا کی بہت خدمت کی۔ ہمدردی اور غریب پروری میں اپنی والدہ کے نقش قدم پر تھیں۔ خلافت سے محبت اور عقیدت بے مثال تھی۔ بچوں کی تربیت بھی عمدہ انداز میں کی۔ ان کی ایک خوبی یہ تھی کہ کسی کے خلاف کوئی بات نہیں کرتی تھیں اور نہ ہی سنتی تھیں۔ اپنے دل کو صاف رکھا کرتی تھیں۔ کسی کی تکلیف دیکھ نہیں سکتی تھیں۔ اپنی تکلیف برداشت کرنے کا حوصلہ اور صبر بہت تھا۔ جیسا کہ مَیں نے کہا کہ بہت صبر کیا۔ جھگڑوں سے بچنے کے لیے اپنے آپ کو دنیا کے جھنجھٹوں سے علیحدہ کر لیا۔ لوگوں نے ان کے بارے میں غلط باتیں بھی کیں اور غلط تبصرے بھی کیے لیکن کسی سے جھگڑا نہیں کیا۔ ہر جگہ تھوڑی بہت مخالفت چل رہی ہوتی ہے۔ بہرحال انہوں نے کسی کو نہ جواب دیا نہ جھگڑا کیا اور نہ کسی کو جذباتی تکلیف پہنچائی۔ دوسروں کی تکلیف ان کو برداشت نہیں ہوتی تھی۔ ان کی مدد کے لیے بے چین رہتی تھیں۔ چھوٹے بچوں سے بہت پیار کرتی تھیں۔ خوددار بہت تھیں۔ اپنی ضرورت کو اپنے دل میں چھپائے رکھتیں۔ کسی سے اظہار نہ کرتیں۔ اللہ تعالیٰ پر غیر معمولی توکّل تھا اور اللہ تعالیٰ بھی ان کی خودداری کا بھرم رکھتا تھا اور غیب سے ان کے سامان مہیا فرما دیتا تھا۔

ان کی ہمشیرہ امۃ الرؤوف صاحبہ جو ڈاکٹر تاثیر مجتبیٰ مرحوم کی اہلیہ ہیں کہتی ہیں کہ ہماری بہن بہت خاموش طبیعت، بے ضرر، صابر، نہایت خوددار طبیعت کی مالک تھیں۔ غرباء کا خیال رکھنے والی، بہت زیادہ صدقہ وخیرات کرنے والی تھیں۔ خلافت کا غیر معمولی احترام اور عزّت کرنے والی تھیں اور کبھی کوئی اگر کوئی بات کہہ دیتا تو فوراً مان لیا کرتی تھیں۔ بیمار ہوئی ہیں تو ان کو اندازہ تھا کہ مَیں ایسی بیماری میں ہوں کہ اب بچنا مشکل ہے۔ ہسپتال جانے کا فائدہ کوئی نہیں لیکن مَیں نے ان کو کہا کہ آپ ہسپتال جائیں اور علاج کروائیں۔ فوری طور پر پہلے تو انکار کیا تھا اور پھر مان گئیں اور ہسپتال جا کے پھر علاج بھی کروایا۔

ان کے بیٹے محمود افتخار کہتے ہیں کہ والدہ مجھے نصیحت کرتے ہوئے کہتی تھیں کہ خاندان حضرت مسیح موعود سے تمہارا تعلق ہے اس وجہ سے تمہارا دوگنا فرض ہے کہ جماعت کی خدمت کرو۔ اور کہتے ہیں کہ خلافت خامسہ میں شروع میں ہی جب ہم چھوٹے بچے تھے تو ہم دونوں سے فوری طور پر خط لکھوایا کہ خلیفہ وقت کو خط لکھو اور پھر ہمیں نصیحت کرتی تھیں کہ باقاعدہ خط لکھا کرو۔ نماز اور خطبہ سننے کی تلقین ہمیشہ کیا کرتی تھیں۔ نظامِ جماعت کے بارے میں بہت غیرت تھی اور یہ بات برداشت نہیں کرتی تھیں کہ نظام کے خلاف بات ہو یا تنقید ہو۔ ان کے یہ بیٹے کہتے ہیں کہ اپنے والدین کی اولاد میں سے جو بھی وقف کرتا ان کو بہت خوشی ہوتی تھی اور یہی کہتی تھیں کہ جنہوں نے وقف کیا ہے ان کو کبھی مالی تنگی نہیں ہوتی اور یہی ان کی خواہش تھی اپنے دونوں بیٹوں کے بارے میں کہ یہ وقف کریں۔ ایک نے تو وقف کر دیا ہے۔ کہتے ہیں کہ مَیں نے جب وقف کیا تو مجھے نصیحت کی کہ اب تم نے وقف تو کر دیا ہے لیکن اسے اچھی طرح نبھانا ہے اور جب ترقی ہوئی اور نائب ناظر بنایا تو کہا کہ اب اس بات پہ کوئی فخر نہیں کرنا بلکہ عاجزی سے کام کرنا ہے۔

دفتری امور کے حوالے سے کہتے ہیں میرے لیے بڑی دعا کیا کرتی تھیں۔ جماعتی حالات کے بارے میں پوچھتی بھی رہتی تھیں۔ جمعہ والے دن خیریت پوچھتی تھیں۔ اور کوئی کام اگر ہوتا تو مجھے پوچھتیں کیا کر رہے ہو۔ اگر مَیں بتاتا کہ جماعتی کام اس وقت کر رہا ہوں تو کہتیں ٹھیک ہے پہلے اپنا جماعتی کام ختم کرو پھر میرا یہ کام ہے کر دینا۔ آپ کو اپنے سے زیادہ لوگوں کی فکر ہوتی تھی اور ان کی ضروریات کا خیال رکھا کرتی تھیں۔ یہ بیٹا لکھتا ہے کہ کوئی مدد مانگتا تو اُمی ضرور مدد کرتی تھیں۔ ان میں برداشت اور صبر بہت تھا۔ اپنی تکلیف برداشت کر لیتیں لیکن کسی دوسرے کی تکلیف برداشت نہیں کرتی تھیں اور چاہتی تھیں کہ کبھی کسی دوسرے کو تکلیف نہ ہو اور اس کی تکلیف دور کرنے کی کوشش میں رہتیں۔ اپنے سب بہن بھائیوں سے، ان کے بچوں سے اور میرے والد کی پہلی اہلیہ کے بچوں سے بہت محبت اور پیار کا تعلق تھا اور ہمیشہ ان کا خیال رکھتیں اور ہم بھائیوں کو بھی کہتیں کہ تم نے ہمیشہ اکٹھے رہنا ہے۔ دونوں ماؤں کے بچے جو ہیں تم لوگ اکٹھے رہو اور یک جان ہو کے رہو اور لڑائی بالکل نہیں کرنی۔ انہوں نے کبھی کوئی ایسی بات نہیں کی جس سے میرے والد کی پہلی اہلیہ کے بچوں اور ہمارے درمیان کوئی فرق پیدا ہوا ہو بلکہ ہمیشہ پیار اور محبت سے رہنے کی تلقین کرتی تھیں۔ اس بارے میں مَیں نے بھی ان کو دیکھا ہے کہ انہوں نے اپنے خاوند کی پہلی بیوی کے بچوں کا بہت خیال رکھا ہے جو چھوٹے بچے چھوڑ کے وہ فوت ہوگئی تھیں اور بالکل اپنے بچوں کی طرح ان کا خیال رکھا ہے جتنا موقع تھا جتنے حالات تھے اس کے مطابق جو کچھ کر سکتی تھیں انہوں نے ان کے لیے کیا۔ ان کا یہ بیٹا لکھتا ہے کہ ہمارے بچپن میں آپ کو ہمارے بارے میں سب سے زیادہ فکر یہ تھی کہ قرآن کریم ہم نے ختم کرنا ہے، پڑھنا ہے اور اس کے لیے ہمیں باقاعدہ قرآن کریم پڑھانے والے کے پاس لے کے جاتیں اور چھوڑ کر آتیں، لے کر آتیں۔ نماز وقت پر ادا کرنے کی طرف توجہ دلاتیں۔ اپنے والدین کا ذکر بھی کرتیں تو ان کی خدمات کا ذکر بہت کرتیں اور اس بات پر بھی کہتیں کہ کاش! وہ زندہ ہوتے تو دیکھتے کہ انہوں نے تو مشکل حالات میں گزارا کیا ہے لیکن آج کل ہمارے حالات بہت بہتر ہیں اور اس کے مقابلے میں کشائش ہے۔ اپنے والدین کے خدمت گزاروں کی بھی خدمت بہت کرتیں اور شکر گزاری کرتیں۔ اور پھر یہ بیٹا کہتا ہے کہ جو ہمیں کہتی تھیں اس پر خود عمل کرتی تھیں اور بزرگوں کے نصیحت آمیز واقعات سنایا کرتی تھیں۔ انہوں نے پڑھنا سیکھا تو بچپن میں پہلی کتاب جو ہمیں پڑھنے کے لیے انہوں نے دی وہ سیدنا بلالؓ اور شہزادہ عبداللطیف صاحبؓ کے بارے میں تھی۔

اسی طرح چندوں کی بہت فکر تھی کہ آغاز میں ہی ادا ہو جائیں اور کوئی چندہ لیٹ نہ ہو۔ کہتی تھیں ایک دفعہ مَیں نے وعدہ لکھوایا لیکن رقم نہیں تھی۔ بہت فکر تھی تو اللہ تعالیٰ سے دعا کی۔ اللہ تعالیٰ نے جلد ہی انتظام کر دیا۔ کہتے ہیں ہمیں بھی نصیحت کیا کرتی تھیں کہ چندے باقاعدہ دیا کرو۔ سچی خوابیں آتی تھیں۔ دوسروں کے راز ہمیشہ راز رکھتی تھیں۔ طبیعت میں ستّاری بہت زیادہ تھی۔ اسی طرح کہتے ہیں کہ سچی خوابوں میں ایک خواب یہ بھی ہے کہ میرا نام محمود افتخار انہوں نے خواب میں دیکھا تھا حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے خواب میں ان کو یہ نام دیا۔ اس کے بعد یہ نام رکھا گیا۔ اور لکھتے ہیں کہ انہوں نے اپنی زندگی میں بہت سی مشکلات دیکھی ہیں لیکن کبھی کسی بھی تکلیف کا اظہار نہیں کیا اور ہمیشہ اللہ کا شکر ادا کرتیں۔ آخری بیماری میں بھی ہمارا خیال رکھا۔ اگر مَیں ہسپتال یا گھر ان کے لیے جاگ رہا ہوتا تو مجھے کہتیں کہ سو جاؤ۔ جب سویا ہوتا تھا تو خود نہیں جگاتی تھیں بلکہ انتظار کرتی تھیں کہ جب جاگ جاؤں تو پھر مجھے کام کہیں۔ پھر لکھتا ہے بیٹا کہ انہوں نے اپنی خوشیاں قربان کر کے دوسروں کی خوشیوں کو اہمیت دی اور واقفین زندگی کی بہت عزت کیا کرتی تھیں۔

اسی طرح ان کا دوسرا چھوٹا بیٹا حاشر بھی انہی باتوں کا اعادہ کر رہا ہے جو پہلے بیٹے نے لکھی ہیں کہ نانی کی طرح کھلے دل کی مالک تھیں اور کبھی غریبوں پر مال خرچ کرنے میں کمی نہیں کرتی تھیں اور مجھے بھی کہا کرتی تھیں گو تم باقاعدہ وقف نہیں ہو لیکن دین کی خدمت کرو اور جب مَیں نے بتایا کہ میں جرمنی میں خدمت کر رہا ہوں تو اس پر بہت خوش ہوئیں۔

اللہ تعالیٰ عزیزہ سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے، درجات بلند فرمائے۔

تیسرے جنازہ کا جو ذکر ہے وہ ہے **مکرم رشید احمد ایاز صاحب۔ صدر انجمن احمدیہ کے پینشنر ہیں** جو گذشتہ دنوں چھیاسی (86) سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ دو بیٹیاں اور چار بیٹے شامل ہیں۔ ان کے ایک بیٹے طاہر احمد ظفر صاحب مربی سلسلہ ہیں اور جامعۃ المبشرین گھانا کے وائس پرنسپل ہیں اور اپنی ذمہ داریوں کی وجہ سے، میدان عمل میں ہونے کی وجہ سے اپنے والد کے جنازے میں شامل نہیں ہو سکے تھے۔ اللہ تعالیٰ ان کو بھی صبر اور حوصلہ عطا فرمائے۔ یہی مربی صاحب لکھتے ہیں کہ ہمارے خاندان میں احمدیت کا نفوذ ہمارے پڑدادا مکرم میاں اللہ دتہ صاحب مرحوم ابصار چُور کے ذریعہ سے ہوا تھا اور پھر ان کے خاندان میں احمدیت پھیلی۔ رشید ایاز صاحب صدر انجمن احمدیہ کے مختلف شعبہ جات میں خدمت کرتے رہے اور ریٹائرمنٹ کے بعد پھر دوسرے کام بھی انہوں نے کیے۔ یہ کہتے ہیں کہ التزام کے ساتھ نوافل ادا کرتے تھے۔ نمازوں کی پابندی کرتے تھے۔ اذکار بہت کثرت سے کرتے تھے۔ دعائیں بہت کیا کرتے تھے۔ خلافت سے گہری عقیدت رکھنے والے انسان تھے۔ تلاوت قرآن کریم باقاعدگی سے کرنے والے۔ چندوں میں بڑے باقاعدہ اور اس کا پورا ریکارڈ رکھتے تھے۔ موصی تھے اور حصہ جائیداد بھی اپنی زندگی میں ادا کر دیا۔ اللہ تعالیٰ ان سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے۔

☆☆☆☆☆☆

(روزنامہ الفضل انٹرنیشنل ۲۵؍ستمبر ۲۰۲۶ء، صفحہ ۲تا۸)

موبائل کا بڑھتا استعمال اور اس کے اثرات

انس احمد، مبلغ سلسلہ ہبلی، کرناٹک

موبائل فون آج ہماری روزمرہ زندگی کا محض ایک حصہ نہیں رہا بلکہ ہماری زندگی کا لازمی حصہ بن چکا ہے۔ صبح آنکھ کھلنے سے لے کر رات سونے تک انسان کا ایک بڑا حصہ موبائل کی اسکرین کے ساتھ گزرتا ہے۔ صبح اٹھتے ہی notifications دیکھنا، WhatsApp پر messages چیک کرنا، Instagram پر نئی posts دیکھنا اور You-Tube پر videos دیکھنا ایک عام معمول بن چکا ہے۔ اسی طرح رات کو سونے سے پہلے بھی اکثر لوگوں کی آخری نظر موبائل کی screen پر ہوتی ہے۔ اس صورتحال نے یہ سوال پیدا کر دیا ہے کہ کہیں ایسا تو نہیں کہ انسان موبائل استعمال کرنے کے بجائے خود موبائل کی عادات اور تقاضوں کے مطابق زندگی گزارنے لگا ہے؟

موبائل فون بذاتِ خود کوئی بری چیز نہیں۔ آج اسی موبائل کے ذریعے قرآنِ کریم پڑھا جاسکتا ہے، دینی اور علمی کتابوں کا مطالعہ کیا جاسکتا ہے، دنیا بھر کی معلومات حاصل کی جاسکتی ہیں، تعلیم حاصل کی جاسکتی ہے، عزیزوں سے رابطہ رکھا جاسکتا ہے اور ضرورت کے وقت فوری مدد حاصل کی جاسکتی ہے۔ اصل مسئلہ موبائل کا وجود نہیں بلکہ اس کا بے اعتدال استعمال ہے۔ ایک ضرورت آہستہ آہستہ عادت بن جاتی ہے اور کبھی یہی عادت انسان کو ایسی گرفت میں لے لیتی ہے کہ اسے موبائل کے بغیر وقت گزارنا مشکل محسوس ہونے لگتا ہے۔

آج خاص طور پر short videos اور مسلسل scrolling نے انسان کی توجہ اور صبر دونوں کو متاثر کیا ہے۔ چند سیکنڈ کی videos دیکھنے کی عادت کے باعث لمبی بات سننا، کتاب پڑھنا یا کسی ایک کام پر دیر تک توجہ مرکوز رکھنا مشکل محسوس ہونے لگا ہے۔ بعض اوقات گھر میں والدین سامنے بیٹھے ہوتے ہیں لیکن نظریں موبائل کی screen پر ہوتی ہیں۔ دوست ساتھ موجود ہوتے ہیں مگر گفتگو کے بجائے ہر شخص اپنے اپنے موبائل میں مصروف ہوتا ہے۔ اس طرح ایک ہی کمرے میں موجود لوگ جسمانی طور پر ایک دوسرے کے قریب لیکن ذہنی طور پر ایک دوسرے سے بہت دور ہوتے جارہے ہیں۔

قرآنِ کریم فرماتا ہے:

اَلۡهٰكُمُ التَّكَاثُرُ حَتّٰى زُرۡتُمُ الۡمَقَابِرَ

”تمہیں کثرت کی طلب نے غافل کر دیا، یہاں تک کہ تم قبروں تک جا پہنچے۔“ (التکاثر:2)

کہ دنیا کی کوئی چیز انسان کو اس قدر مشغول نہ کر دے کہ وہ اپنی اصل ذمہ داریوں اور زندگی کے مقصد سے غافل ہوجائے۔ اگر انسان گھنٹوں موبائل پر ایسی چیزیں دیکھتا رہے جن کا نہ دین سے تعلق ہو، نہ علم سے اور نہ ہی اس کی زندگی کے کسی حقیقی فائدے سے، تو یہ غور طلب بات ہے کہ کہیں اس کا قیمتی وقت بھی اسی غفلت کی نذر تو نہیں ہو رہا۔

اس مسئلے کی سنگینی کو سمجھنے کے لیے حالیہ مثالیں بھی ہمارے سامنے موجود ہیں۔ 19 اپریل 2026ء کو Hindustan Times نے راجستھان کے سرکاری Sawai Man Singh Hospital میں ہونے والی ایک study کی رپورٹ شائع کی۔ اس study میں 10 سے 16 سال کی عمر کے 150 بچوں کا جائزہ لیا گیا۔ رپورٹ کے مطابق 72 فیصد بچے روزانہ 3 سے 6 گھنٹے موبائل استعمال کرتے تھے، 60 فیصد بچوں کو پڑھائی کے دوران توجہ برقرار رکھنے میں مشکل پیش آتی تھی، 48 فیصد میں چڑچڑاپن اور aggressive behaviour دیکھا گیا، جبکہ 41 فیصد بچوں کو رات دیر تک موبائل استعمال کرنے کی وجہ سے نیند کے مسائل کا سامنا تھا۔ مزید یہ کہ 35 فیصد بچوں کی گھر والوں کے ساتھ گفتگو بھی کم ہوگئی تھی۔

اس study کی senior psycholo-gist Dr Jayshree Jain کے مطابق مسلسل موبائل استعمال بچوں میں اس قدر depen-dence پیدا کرسکتا ہے کہ موبائل نہ ملنے پر وہ بے چینی محسوس کرنے لگتے ہیں۔ والدین کے لیے صرف موبائل کا وقت کم کرنا کافی نہیں بلکہ کھانے کے وقت phone-free routine بنانا، بچوں کو کھیل، مطالعہ اور creative activities کی طرف متوجہ کرنا اور ان کے ساتھ quality family time گزارنا بھی ضروری ہے۔ بچے سے موبائل چھیننے کے ساتھ ساتھ اسے موبائل کا بہتر alter-native دینا بھی ضروری ہے۔

India Today کے مطابق مئی 2026ء میں ڈنمارک کی وزیرِ اعظم میٹے فریڈرکسن نے بچوں کے سوشل میڈیا استعمال پر بات کرتے ہوئے ایک انتہائی سخت مثال دی۔ انہوں نے کہا کہ اگر آج ان کے چھوٹے بچے ہوتے تو وہ انہیں سوشل میڈیا پر اکیلے رہنے دینے کے مقابلے میں سگریٹ پینے کو ترجیح دیتیں۔ بعد میں انہوں نے اپنے اس بیان پر معذرت بھی کی اور واضح کیا کہ ان کا مقصد سگریٹ نوشی کی حمایت کرنا نہیں تھا بلکہ بچوں کو سوشل میڈیا پر موجود خطرات کی طرف توجہ دلانا تھا۔ یہ مثال اس بات کی طرف توجہ دلاتی ہے کہ بچوں کے لیے سوشل میڈیا اور اسکرین کے بے اعتدال استعمال کے خطرات کو دنیا بھر میں سنجیدگی سے محسوس کیا جارہا ہے۔

جنوری 2026ء میں Times of India نے لکھنؤ میں نوعمر بچوں میں خودکشی کے بڑھتے ہوئے واقعات کے حوالے سے ایک رپورٹ شائع کی۔ رپورٹ میں ایسے کئی واقعات کا ذکر کیا گیا جن میں موبائل، online gaming، معمولی باتوں پر شدید ردِعمل اور گھر والوں سے دوری جیسے عوامل سامنے آئے۔ ایک نویں جماعت کے طالب علم کے بارے میں بتایا گیا کہ اسے کم نمبر آنے کے بعد موبائل کم استعمال کرنے کا کہا گیا تھا اور والدین نے کچھ عرصے کے لیے موبائل روک دیا تھا۔ اسی رپورٹ میں ایک 16 سالہ لڑکی کا بھی ذکر تھا جس نے موبائل پر video دیکھنے پر ڈانٹ پڑنے کے بعد خودکشی کرلی۔

رپورٹ میں ماہرین نے اس صورتحال کے پیچھے صرف digital addiction ہی نہیں بلکہ جذباتی تنہائی، والدین اور بچوں کے درمیان گفتگو کی کمی اور حقیقی تعلقات سے دوری کو بھی اہم قرار دیا۔

اسی سال جون 2026ء میں The Indian Express کی رپورٹ کے مطابق کرناٹک کے کوپل ضلع سے ایک انتہائی افسوس ناک واقعہ بھی سامنے آیا۔ 17 سالہ ایک نوجوان پر اپنے والد اور بہن کو قتل کرنے اور اپنی والدہ کو زخمی کرنے کا الزام لگا۔ رپورٹس کے مطابق اسے mobile gaming کا عادی بتایا گیا تھا۔ یہ واقعہ اس بات پر غور کرنے کی ضرورت پیدا کرتا ہے کہ جب کوئی سرگرمی انسان کے وقت، جذبات اور رویے پر اس قدر اثرانداز ہونے لگے کہ وہ اپنے حقیقی رشتوں سے کٹنے لگے تو مسئلہ صرف کھیلنے کا نہیں رہتا بلکہ ایک سنجیدہ مسئلہ بن جاتا ہے۔

قرآنِ کریم مومنوں کی ایک خوبی بیان کرتے ہوئے فرماتا ہے:

وَالَّذِينَ هُمۡ عَنِ اللَّغۡوِ مُعۡرِضُونَ

(المؤمنون:4)

”اور وہ لوگ جو لغو باتوں سے اعراض کرنے والے ہیں۔“ (المومنون)

اس آیت کی روشنی میں انسان کو اپنے موبائل کے استعمال کا جائزہ لینا چاہیے کہ اس کا کتنا وقت واقعی فائدہ مند کاموں میں صرف ہو رہا ہے اور کتنا وقت لغویات اور بے مقصد scrolling میں گزر رہا ہے۔

رسولِ کریم ﷺ نے فرمایا کہ دو نعمتیں ایسی ہیں جن کے بارے میں بہت سے لوگ خسارے میں ہیں: صحت اور فراغت۔

(صحیح بخاری، کتاب الرقاق 6412)

موبائل نے ہمارے فراغت کے وقت کو بھر دیا ہے، لیکن سوال یہ ہے کہ ہم نے اسے کس چیز سے بھرا ہے؟ علم سے یا لغویات سے؟ قرآن سے یا بے مقصد videos سے؟ رشتوں سے یا virtual سے؟

حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے 15 اکتوبر 2010ء کے خطبہ جمعہ میں میڈیا کی وسعت کا ذکر کرتے ہوئے توجہ دلائی کہ آج ہمیں جو ذرائع میسر ہیں، انہیں لغویات میں وقت گزارنے کی بجائے اسلام کی تبلیغ و دفاع اور مسیحِ محمدیؑ کا پیغام دنیا تک پہنچانے کے لیے استعمال کرنا چاہیے۔ اس طرح جدید ٹیکنالوجی محض تفریح کا ذریعہ نہیں بلکہ اسلام کی خدمت اور تبلیغ کا ایک موثر وسیلہ بھی بن سکتی ہے۔

اس لیے ضرورت موبائل کو مکمل طور پر چھوڑنے کی نہیں بلکہ اس کے استعمال کا طریق درست کرنے کی ہے۔ موبائل سے قرآن پڑھا جاسکتا ہے تو اسے پڑھا جائے، دینی کتابیں حاصل کی جاسکتی ہیں تو ان سے فائدہ اٹھایا جائے، تعلیم کے لیے lectures اور courses موجود ہیں تو ان سے استفادہ کیا جائے اور اسلام کا پیغام دنیا تک پہنچانے کے لیے بھی اس ذریعہ کو استعمال کیا جائے۔ لیکن اگر انسان کو خود یہ معلوم نہ ہو کہ وہ موبائل کیوں کھول رہا ہے اور کتنی دیر استعمال کرے گا تو موبائل آہستہ آہستہ اس کی زندگی کا قیمتی وقت کھاتا چلا جائے گا۔

اس سلسلے میں والدین کی ذمہ داری بھی بہت اہم ہے۔ بچوں سے صرف یہ کہنا کافی نہیں کہ ”موبائل مت استعمال کرو۔“ والدین کو خود بھی عملی نمونہ بننا ہوگا۔ بچوں کے ساتھ وقت گزارنا، ان کی بات سننا، انہیں کھیلنے دینا، کتاب پڑھنے کی عادت ڈالنا، گھر میں گفتگو کا ماحول پیدا کرنا اور ان کے لیے موبائل کے بہتر alternatives پیدا کرنا ضروری ہے۔ اگر بچے کو موبائل سے ہٹا کر خالی چھوڑ دیا جائے گا تو وہ دوبارہ موبائل کی طرف متوجہ ہوسکتا ہے، لیکن اگر اس کے پاس کھیل، کتاب، دوست، خاندان اور کوئی مفید مشغلہ موجود ہو تو موبائل کی کشش کم کی جاسکتی ہے۔

موبائل ہماری زندگی کو آسان بنانے کے لیے بنایا گیا ہے، ہماری زندگی بننے کے لیے نہیں۔ ہمارے ہاتھ میں موبائل ہونا ترقی ہوسکتی ہے، لیکن ہمارے دماغ اور ہمارے رویے پر موبائل کا قبضہ ہوجانا ترقی نہیں۔

ضرورت اس امر کی ہے کہ موبائل کو اپنا خادم بنایا جائے، اپنا آقا نہیں۔ اصل کامیابی جدید ترین موبائل رکھنے میں نہیں بلکہ جدید ترین ٹیکنالوجی کو محفوظ رکھنے میں ہے۔

***

ارشاد باری تعالیٰ

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُوۡلُوۡا قَوۡلًا سَدِیۡدًا۔ (الاحزاب:71)

یعنی اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور صاف سیدھی بات کیا کرو۔

طالب دعا: مقصود احمد ڈار (جماعت احمدیہ شورت، صوبہ جموں کشمیر)

سیرت النبی ﷺ

از تحریرات و فرمودات (سیّدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام)

(تحقیق و ترتیب: مکرم آصف احمد خان صاحب)

قسط نمبر:21 (حصہ سوم)

مقام قبولیت کا حصول:

شدائد و آلام میں ایک حکمت مومنین کو کندن کرنا ہے۔ جسکے نتیجہ میں ان کے روحانی درجات بلند ہوتے ہیں۔ جیسا کہ قرآنِ کریم میں بیان کیا گیا ہے کہ

"اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَاْتِكُمْ مَّثَلُ الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ مَسَّتْهُمُ الْبَاْسَاۗءُ وَالضَّرَّاۗءُ وَزُلْزِلُوْا حَتّٰى يَقُوْلَ الرَّسُوْلُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ مَتٰى نَصْرُ اللّٰهِ اَلَآ اِنَّ نَصْرَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ" (البقرہ۔ 215)

کیا تم گمان کرتے ہو کہ تم جنت میں داخل ہو جاؤ گے جبکہ ابھی تک تم پر ان لوگوں جیسے حالات نہیں آئے جو تم سے پہلے گزر چکے ہیں۔ انہیں سختیاں اور تکلیفیں پہنچیں اور وہ ہلا کر رکھ دیئے گئے یہاں تک کہ رسول اور وہ جو اس کے ساتھ ایمان لائے تھے پکار اٹھے کہ اللہ کی مدد کب آئے گی؟ سنو! یقیناً اللہ کی مدد قریب ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے مطابق انبیاء و مامورین پر آزمائش و ابتلاء میں ایک حکمت اس مامور من اللہ کو اور اس کی قوم کو قبولیت کے بلند مقام تک پہنچانا اور الٰہی معارف کے باریک دقائق انکو سمجھانا ہے۔ گویا مصائب و آلام روحانی ترقی کا زینہ ہیں۔ روحانی ترقی کے لئے مضطربانہ حالت میں مانگی ہوئی دعائیں کیمیا ہیں۔ ابتلاؤں کے زمانہ میں مومنین کی جماعت کو ایسی متضرعانہ دعاؤں کی خاص توفیق ملتی ہے۔ ایک شعر میں آپ نے اس وسیع مضمون کو ان الفاظ میں سمو دیا ہے۔ فرمایا

"عدو جب بڑھ گیا شور و فغاں میں نہاں ہم ہو گئے یار نہاں میں"

حضرت اقدسؑ نے اس حقیقت کی نہایت عارفانہ انداز میں تفصیل بیان فرمائی ہے جیسا کہ فرمایا

"ابتلاء جو اوائل حال میں انبیاء اور اولیاء پر نازل ہوتا ہے اور باوجود عزیز ہونے کے ذلت کی صورت میں ان کو ظاہر کرتا ہے اور باوجود مقبول ہونے کے کچھ مردود سا کر کے ان کو دکھاتا ہے۔ یہ ابتلاء اس لئے نازل نہیں ہوتا کہ ان کو ذلیل اور خوار اور تباہ کرے یا صفحۂ عالم سے ان کا نام و نشان مٹا دیوے۔ کیونکہ یہ تو ہرگز ممکن ہی نہیں کہ خداوند عزّ و جل اپنے پیار کرنے والوں سے دشمنی کرنے لگے اور اپنے سچے اور وفادار عاشقوں کو ذلّت کے ساتھ ہلاک کر ڈالے بلکہ حقیقت میں وہ ابتلاء کہ جو شیر ببر کی طرح اور سخت تاریکی کی مانند نازل ہوتا ہے اس لئے نازل ہوتا ہے کہ تا اس برگزیدہ قوم کو قبولیت کے بلند مینار تک پہنچا دے اور الٰہی معارف کے باریک دقیقے ان کو سکھا دے۔ یہی سنّت اللہ ہے جو قدیم سے خدا تعالیٰ اپنے پیارے بندوں کے ساتھ استعمال کرتا چلا آیا ہے۔ زبور میں حضرت داؤد کی ابتلائی حالت میں عاجزانہ نعرے اس سنّت کو ظاہر کرتے ہیں اور انجیل میں آزمائش کے وقت میں حضرت مسیح کی غریبانہ تضرعات اسی عادت اللہ پر دال ہیں اور قرآنِ شریف اور احادیثِ نبویہ میں جناب فخر الرسلؐ کی عبودیت سے ملی ہوئی ابتہالات اسی قانون قدرت کی تصریح کرتے ہیں۔ اگر یہ ابتلاء درمیان میں نہ ہوتا تو انبیاء اور اولیاء ان مدارج عالیہ کو ہرگز نہ پا سکتے کہ جو ابتلاء کی برکت سے انہوں نے پا لئے۔ ابتلاء نے ان کی کامل وفاداری اور مستقل ارادے اور جانفشانی کی عادت پر مہر لگا دی اور ثابت کر دکھایا کہ وہ آزمائش کے زلازل کے وقت کس اعلیٰ درجہ کا استقلال رکھتے ہیں اور کیسے سچے وفادار اور عاشق صادق ہیں کہ ان پر آندھیاں چلیں اور سخت سخت تاریکیاں آئیں اور بڑے بڑے زلزلے ان پر وارد ہوئے اور وہ ذلیل کئے گئے اور جھوٹوں اور مکاروں اور بے عزتوں میں شمار کئے گئے اور اکیلے اور تنہا چھوڑے گئے یہاں تک کہ ربانی مددوں نے بھی جن کا ان کو بڑا بھروسہ تھا کچھ مدت تک منہ چھپا لیا"

(مجموعہ اشتہارات، جلد۔1، صفحہ 174-175)

حضورؑ نے ایک اور جگہ تحریر فرمایا۔

"یہ سنّت اللہ ہے کہ مامور من اللہ ستائے جاتے ہیں دُکھ دئے جاتے ہیں۔ مشکل پر مشکل اُن کے سامنے آتی ہے نہ اس لئے کہ وہ ہلاک ہو جائیں بلکہ اس لئے کہ نصرتِ الٰہی کو جذب کریں۔ یہی وجہ تھی کہ آپؐ کی مکی زندگی کا زمانہ مدنی زندگی کے بالمقابل دراز ہے۔ چنانچہ مکہ میں ۱۳ برس گزرے اور مدینہ میں دس برس۔۔۔ ہر نبی اور مامور من اللہ کے ساتھ یہی حال ہوا ہے کہ اوائل میں دُکھ دیا گیا۔ مکّار، فریبی، دوکاندار اور کیا کیا کہا گیا ہے۔ کوئی بُرا نام نہیں ہوتا جو اُن کا نہیں رکھا جاتا۔ وہ نبی اور مامور ہر ایک بات کی برداشت کرتے اور ہر دُکھ کو سہہ لیتے ہیں۔ لیکن جب انتہا ہو جاتی ہے تو پھر بنی نوع انسان کی ہمدردی کے لئے دوسری قوت ظہور پکڑتی ہے۔ اسی طرح پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر قسم کا دُکھ دیا گیا ہے اور ہر قسم کا بُرا نام آپ کا رکھا گیا ہے۔ آخر آپ کی توجہ نے زور مارا اور وہ انتہا تک پہنچی جیسا اِسْتَفْتَحُوا سے پایا جاتا ہے اور نتیجہ یہ ہوا وَخَابَ كُلُّ جَبَّارٍ عَنِيْدٍ (ابراہیم:16) تمام شریروں اور شرارتوں کے منصوبے کرنے والوں کا خاتمہ ہو گیا۔ یہ توجہ مخالفوں کی شرارتوں کے انتہا پر ہوتی ہے۔ کیونکہ اگر اوّل ہی ہو تو پھر خاتمہ ہو جاتا ہے!! مکہ کی زندگی میں حضرت احدیت کے حضور گرنا اور چلّانا تھا اور وہ اس حالت تک پہنچ چکا تھا کہ دیکھنے والوں اور سننے والوں کے بدن پر لرزہ پڑ جاتا ہے۔ مگر آخر مدنی زندگی کے جلال کو دیکھو کہ وہ جو شرارتوں میں سرگرم اور قتل اور اخراج کے منصوبوں میں مصروف رہتے تھے۔ سب کے سب ہلاک ہوئے اور باقیوں کو اس کے حضور عاجزی اور منّت کے ساتھ اپنی خطاؤں کا اقرار کر کے معافی مانگنی پڑی"

(ملفوظات [2003 ایڈیشن] جلد۔1، صفحہ 424)

مخالفت بوجہ بغض و حسد:

مخالفت کی ایک وجہ وہ بغض و حسد ہے جو مامور من اللہ اور اس کی جماعت کے واسطے اس زمانہ کے نام نہاد عالموں، گدی نشینوں اور سرداروں وغیرہ کے دل میں پیدا ہو جاتا ہے۔ یہ طبقہ ہر عزت و شرف کا حقدار صرف اپنی ذات کو سمجھتا ہے۔ جیسا کہ قرآن کریم میں بیان فرمایا گیا ہے وَقَالُوْا لَوْلَا نُزِّلَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ عَلٰى رَجُلٍ مِّنَ الْقَرْيَتَيْنِ عَظِيْمٍ (الزخرف: 32) اور انہوں نے کہا کیوں نہ یہ قرآن دو معروف بستیوں کے کسی بڑے شخص پر اتارا گیا؟ آپ نے انبیاء کی مخالفت بوجہ بغض وحسد و تکبر کی تفصیل ان الفاظ میں بیان فرمائی ہے

"سو واضح ہو کہ اسلام کو پیدا ہوتے ہی بڑی بڑی مشکلات کا سامنا پڑا تھا۔ اور تمام قومیں اسکی دشمن ہو گئی تھیں۔ جیسا کہ یہ ایک معمولی بات ہے کہ جب ایک نبی یا رسول خدا کی طرف سے مبعوث ہوتا ہے اور اس کا فرقہ لوگوں کو ایک گروہ ہونہار اور راستباز اور باہمت اور ترقی کرنے والا دکھائی دیتا ہے تو اسکی نسبت موجودہ قوموں اور فرقوں کے دلوں میں ضرور ایک قسم کا بغض اور حسد پیدا ہو جایا کرتا ہے۔ بالخصوص ہر ایک مذہب کے علماء اور گدی نشین تو بہت ہی بغض ظاہر کرتے ہیں کیونکہ اس مردِ خدا کے ظہور سے انکی آمدنیوں اور وجاہتوں میں فرق آتا ہے۔ ان کے شاگرد اور مرید انکے دام سے باہر نکلنا شروع کرتے ہیں۔ کیونکہ تمام ایمانی اور اخلاقی اور علمی خوبیاں اس شخص میں پاتے ہیں جو خدا کی طرف سے پیدا ہوتا ہے۔ لہٰذا اہل عقل اور تمیز سمجھنے لگتے ہیں کہ جو عزت بخیال علمی شرف اور تقویٰ اور پرہیزگاری کے ان عالموں کو دی گئی تھی اب وہ اسکے مستحق نہیں رہے۔ اور جو معزز خطاب ان کو دئے گئے تھے جیسے نجم الامۃ اور شمس الائمۃ اور شیخ المشائخ وغیرہ اب وہ ان کے لئے موزوں نہیں رہے۔ سو ان وجوہ سے اہل عقل ان سے منہ پھیر لیتے ہیں۔ کیونکہ وہ اپنے ایمانوں کو ضائع کرنا نہیں چاہتے۔ ناچار ان نقصانوں کی وجہ سے علماء اور مشائخ کا فرقہ ہمیشہ نبیوں اور رسولوں سے حسد کرتا چلا آیا ہے۔ وجہ یہ کہ خدا کے نبیوں اور ماموروں کے وقت ان لوگوں کی سخت پردہ دری ہوتی ہے۔ کیونکہ دراصل وہ ناقص ہوتے ہیں اور بہت کم حصہ نور سے رکھتے ہیں اور انکی دشمنی خدا کے نبیوں اور راستبازوں سے محض نفسانی ہوتی ہے۔ اور سراسر نفس کے تابع ہو کر ضرر رسانی کے منصوبے سوچتے ہیں۔ بلکہ بسا اوقات وہ اپنے دلوں میں محسوس بھی کرتے ہیں کہ خدا کے ایک پاک دل بندہ کو ناحق ایذا پہنچا کر خدا کے غضب کے نیچے آ گئے ہیں اور انکے اعمال بھی جو مخالف کارستانیوں کے لئے ہر وقت ان سے سرزد ہوتے رہتے ہیں ان کے دل کی قصور وار حالت کو ان پر ظاہر کرتے رہتے ہیں مگر پھر بھی حسد کی آگ کا تیز انجن عداوت کے گڑھوں کی طرف ان کو کھینچے لئے جاتا ہے۔ یہی اسباب تھے جنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں مشرکوں اور یہودیوں اور عیسائیوں کے عالموں کو نہ محض حق کے قبول کرنے سے محروم رکھا بلکہ سخت عداوت پر آمادہ کر دیا۔ لہٰذا وہ اس فکر میں لگ گئے کہ کس طرح اسلام کو صفحۂ دنیا سے مٹا دیں۔ اور چونکہ مسلمان اسلام کے ابتدائی زمانہ میں تھوڑے تھے اس لئے انکے مخالفوں نے بباعث اس تکبر کے جو فطرتاً ایسے فرقوں کے دل اور دماغ میں جاگزیں ہوتا ہے جو اپنے تئیں دولت میں مال میں کثرتِ جماعت میں عزت میں مرتبت میں دوسرے فرقہ سے برتر خیال کرتے ہیں اس وقت کے مسلمانوں یعنی صحابہؓ سے سخت دشمنی کا برتاو کیا اور وہ نہیں چاہتے تھے کہ یہ آسمانی پودا زمین پر قائم ہو بلکہ وہ ان راستبازوں کے ہلاک کرنے کے لئے اپنے ناخنوں تک زور لگا رہے تھے اور کوئی دقیقہ آزار رسانی کا اٹھا نہیں رکھا تھا اور ان کو خوف یہ تھا کہ ایسا نہ ہو کہ اس مذہب کے پیر جم جائیں اور پھر اس کی ترقی ہمارے مذہب اور قوم کی بربادی کا موجب ہو جائے۔ سو اسی خوف سے جو ان کے دلوں میں ایک رعبناک صورت میں بیٹھ گیا تھا نہایت جابرانہ اور ظالمانہ کارروائیاں ان سے ظہور میں آئیں"

(گورنمنٹ انگریزی اور جہاد، روحانی خزائن، جلد 17، صفحہ 3 تا 5)

مذہبی امور میں عدم دلچسپی:

قوموں میں جب گمراہی عام ہوتی ہے تو ایک وبال یہ بھی آتا ہے کہ دنیاوی ترجیحات سبقت لے جاتی ہیں اور مذہب میں عدم دلچسپی عام ہو جاتی ہے۔ اور قوم بحیثیتِ مجموعی حقیقی دینی علوم سے محروم ہو جاتی ہے اور لوگ خالص علمی و دینی امور کو بھی دنیاوی طور طریقہ پر محمول کرنے لگتے ہیں۔ اس حقیقت کو بھی آپ نے انبیاء کی مخالفت کی ایک وجہ بیان فرمایا ہے جیسا کہ فرمایا

"جن قوموں سے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا واسطہ پڑا ان کو مذہبی امور میں دلائل سننے یا دلائل سنانے سے کچھ غرض نہ تھی بلکہ انہوں نے اٹھتے ہی تلوار کے ساتھ اسلام کو نابود کرنا چاہا اور عقلی طور پر اسے ردّ کرنے کیلئے قلم نہیں اٹھائی"

(چشمہ معرفت، روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 92)

(سیرت النبی ﷺ، صفحہ 82 تا 86 مطبوعہ کینیڈا 2018)

***

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ
نبی کریم ﷺ سے جب کبھی بھی کچھ مانگا گیا تو آپؐ نے نہ نہیں کی۔

(صحیح البخاری کتاب الادب باب حُسْنِ الْخُلُقِ وَالسَّخَاءِ وَمَا يُكْرَهُ مِنَ الْبُخْلِ حدیث نمبر ۶۰۳۴)

طالب دُعا: نور الہدیٰ اینڈ فیملی (جماعت احمدیہ سمیلیہ، صوبہ جھارکھنڈ)

مجلس عرفان

امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ آئرلینڈ سے تعلق رکھنے والی ناصرات الاحمدیہ اور واقفاتِ نَو کے ایک وفد کی ملاقات

ایک گھنٹے سے زیادہ سکرین ٹائم نہیں ہونا چاہیے اور اس میں بھی اچھے پروگرام دیکھو، فضول قسم کے پروگرام نہ دیکھو
جب تمہیں گندی چیز نظر آئے تو اِستغفار پڑھ لیا کرو تو تم بچ جاؤ گی

مورخہ ۱۲؍اکتوبر ۲۰۲۵ء، بروز اتوار، امام جماعت احمدیہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ آئرلینڈ سے تعلق رکھنے والی ناصرات الاحمدیہ اور واقفاتِ نَو کے ایک وفد کو شرفِ ملاقات حاصل ہوا۔ یہ ملاقات اسلام آباد (ٹِلفورڈ) میں منعقد ہوئی۔ مذکورہ وفد نے خصوصی طور پر اس ملاقات میں شرکت کی غرض سے آئرلینڈ سے برطانیہ کا سفر اختیار کیا۔ جب حضورِ انور مجلس میں رونق افروز ہوئے تو آپ نے تمام شاملینِ مجلس کو السلام علیکم کا تحفہ عنایت فرمایا۔

بعد ازاں دورانِ ملاقات شاملینِ مجلس کو حضورِ انور کی خدمت اقدس میں اپنا تعارف اور مختلف سوالات پیش کرنے نیز ان کے جواب کی روشنی میں حضور انور کی زبانِ مبارک سے نہایت پُرمعارف، بصیرت افروز اور قیمتی نصائح پر مشتمل راہنمائی حاصل کرنے کی سعادت بھی نصیب ہوئی۔

ایک شریکِ مجلس نے سوال کیا کہ طبّی ادارے تحقیق اور تعلیم دونوں مقاصد کے لیے عطیہ شدہ جسموں سے بہت فائدہ اُٹھاتے ہیں، کیا احمدیوں کو خواہ وہ مرد ہوں یا عورت اپنے جسم عطیہ کرنے چاہئیں؟

اس پر حضورِ انور نے فرمایا کہ وہ اپنے بعض اعضا عطیہ کر سکتے ہیں یا پورا جسم بھی عطیہ کر سکتے ہیں، لیکن جب تجربہ یا طبّی عمل مکمل ہو جائے، تو وہ جسم لواحقین کو واپس کر دیا جائے، پھر لواحقین اسے دفن کر سکتے ہیں۔ اس میں کوئی ہرج نہیں، اگر یہ کام انسانیت اور عوام الناس کے فائدے کے لیے کیا جا رہا ہو، تو یہ بالکل جائز ہے۔

ایک ناصرہ نے سوال کیا کہ کیا فرشتوں کو ابدی زندگی حاصل ہے؟

اس پر حضورِ انور نے فرمایا کہ دنیا میں تو کوئی چیز بھی اللہ کے علاوہ forever نہیں ہے، کتنی دیر angels کو رکھنا ہے، اللہ جانتا ہے۔ لیکن نسبتاً دیکھا جائے تو فرشتے انسانی زندگی کے مقابلے میں گویا ہمیشہ زندہ رہتے ہیں۔

ایک لجنہ ممبر نے سوال کیا کہ ہم، ہم عمروں کے دباؤ، سوشل میڈیا کے منفی اثرات اور دجّالی حملوں کے دوران اپنے ایمان میں مضبوطی کیسے قائم رکھ سکتے ہیں؟

اس پر حضورِ انور نے مسکراتے ہوئے فرمایا کہ سوشل میڈیا دیکھنا بند کرو۔ بایں ہمہ استفسار فرمایا کہ نماز، قرآنِ کریم اور اس کا ترجمہ پڑھتی ہو اور اس میں بعض باتیں سمجھ آتی ہیں؟ نیز دجّال کا جو سوال اُٹھاتا ہے، ان کے questions تم تلاش کرتی ہو؟

اثبات میں جواب سماعت فرمانے کے بعد حضورِ انور کے مزید دریافت فرمانے پر سائل نے عرض کیا کہ وہ تھرڈ ایئر سیکنڈری سکول میں پڑھتی ہے۔ جس پر حضورِ انور نے فرمایا کہ Introduction to the Study of the Holy Quran کتاب ہے، اس کو پڑھو، اس سے آپ کا ایمان مضبوط ہو گا۔ کیونکہ اس میں دنیا کے different religions کے متعلق بات کی گئی ہے اور پھر اسلام کے بارے میں کہ وہ سچا مذہب کیوں ہے، اور کتاب کے آخر میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا دعویٰ درج ہے کہ وہ کیوں ظاہر ہوئے، اللہ تعالیٰ نے انہیں اس زمانے میں کیوں مبعوث فرمایا؟ تو وہ سارے questions، جو تمہارے ذہن میں دجّال پیدا کرتا ہے، وہ آ جائیں گے۔ اور اگر کوئی ایسے ہوں جو تمہیں نہ ملیں، تو تم اپنے مربی سے پوچھ لو۔ اگر وہاں سے جواب نہ ملے، تو مجھے لکھ کے جواب پوچھ لو۔ نیز تاکید فرمائی کہ یقین رکھو کہ اسلام فائنل مذہب ہے۔ اس کے علاوہ اَور کوئی مذہب نہیں ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیینؐ، last law-bearing prophet، آخری شرعی نبی ہیں۔ تو یہ یقین رکھو اور پھر اپنا مذہبی علم زیادہ کرو، پھر تم جواب دے سکو گی۔

ایک شریکِ مجلس نے عرض کیا کہ بعض اوقات خوف کی وجہ سے ہمیں اپنی ماؤں سے سچ بات کہنا مشکل محسوس ہوتا ہے، اس حوالے سے راہنمائی طلب کی کہ ہم کس طرح اپنے اندر یہ عادت پیدا کر سکتے ہیں کہ ہم ہمیشہ سچ بولیں، چاہے اس کے نتیجے میں ڈانٹ ہی کیوں نہ پڑے؟

اس پر حضورِ انور نے مسکراتے ہوئے فرمایا کہ ایسے کام نہ کرو جو اُمّی سے چھپانے ہیں اور اگر تم نے ایسا کوئی غلط کام کر دیا ہے تو پھر ہمیشہ سچ بولو کیونکہ انسان کو سچا ہونا چاہیے۔ اللہ میاں کہتا ہے کہ سچائی ضروری ہے۔ کیونکہ اگر تم سچ نہیں بول رہی، جھوٹ بول رہی ہو، غلط بیانی کر رہی ہو، تو اس کا مطلب ہے تم اللہ تعالیٰ سے نہیں ڈرتی۔ تم سمجھتی ہو کہ تم جھوٹ سے بچ جاؤ گی یعنی کہ جھوٹ کو تم نے خدا سمجھ لیا، حالانکہ اگر تم نے غلط کام کیا ہے اور تمہیں وہ غلط بات لگے تو پھر اس کا اعتراف کرو اور کہو کہ مَیں آئندہ یہ غلط کام نہیں کروں گی۔

اسی طرح توجہ دلائی کہ اگر تم سمجھتی ہو کہ یہ کام آپ کے مطابق صحیح تھا تو پھر اپنے والدین یا اُمّی سے کیوں چھپاتی ہو؟ آپ کھل کر ان کو بتائیں کہ میرے سے یہ غلطی ہو گئی ہے۔ ہمیشہ یہ پکّا ارادہ کرو کہ اگر مَیں غلط کام کروں گی اور جھوٹ بولوں گی تو اللہ میاں ناراض ہو گا، اور میں نے اللہ تعالیٰ کو ناراض نہیں کرنا، جب یہ سوچو گی تو پھر ہمیشہ سچ بولو گی۔

مزید برآں حضورِ انور نے سچائی اپنانے کی اہمیت کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک پُرمعنی ارشادِ مبارک کی روشنی میں نہایت حکمت کے ساتھ اُجاگر فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک شخص نے کہا کہ میری بہت ساری بُرائیاں ہیں، مَیں کیا کروں، ایک بُرائی مَیں چھوڑ سکتا ہوں، مجھے بتائیں کہ مَیں کون سی بُرائی چھوڑوں؟ آپؐ نے فرمایا کہ جھوٹ بولنا چھوڑ دو، صرف سچ بولنا ہے۔ اور اس نے جب سچ بولنا شروع کیا تو ایک بُرائی کرنے لگا۔ پھر خیال آیا کہ مَیں سچ بولوں گا، مجھے شرمندگی ہو گی، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے پوچھیں گے کہ تم نے یہ کیا، مَیں کہوں گا کہ ہاں! تو پھر شرمندگی ہو گی اور اگر نہیں کہوں گا تو جھوٹ ہو گا۔ پھر دوسری بُرائی کرنے لگا، پھر اس کو یہ خیال آیا، پھر تیسری بُرائی کرنے لگا، اس طرح وہ کرتا چلا گیا کہ آخر اس نے ساری بُرائیاں چھوڑ دیں۔ تو جھوٹ سب سے بڑی بُرائی ہے، اس بات کو یقینی بناؤ کہ کبھی جھوٹ نہیں بولنا۔

ایک لجنہ ممبر نے راہنمائی طلب کی کہ کسی بھی قسم کے منفی جذبات جیسے کہ غصّہ، حسد یا تکبر پر قابو پانے کا بہترین طریقہ کیا ہے؟

اس پر حضورِ انور نے استفہامیہ انداز میں دریافت فرمایا کہ negative emotions کیوں آتے ہیں؟ نیز تلقین فرمائی کہ نماز پڑھا کرو۔ پہلے تو پانچ نمازیں پڑھو، کم از کم ایک نماز میں سجدہ میں دعا کیا کرو کہ اللہ تعالیٰ مجھے negative emotions اور نہ ہی کسی قسم کے خیال آئیں۔

حضورِ انور نے نہایت حکیمانہ انداز میں اِن جذبات کی جڑ اور ان کے تدارک کا بلیغ روحانی نسخہ بیان فرمایا کہ اس کے علاوہ جب ایسی باتیں آئیں تو اِستغفار پڑھ لیا کرو، کسی پر غصّہ چڑھے تو اِستغفار پڑھو۔ غصّہ چھپانا بڑی ضروری چیز ہے اور jealousy تو ہونی ہی نہیں چاہیے۔ یہ ساری بُرائیاں ہیں۔ یہ صرف جذبات ہی نہیں ہیں بلکہ بُری عادات بھی ہیں اور اللہ کے نزدیک گناہ شمار ہوتے ہیں۔

آخر میں حضورِ انور نے اس اَمر کی اہمیت کو بھی اُجاگر فرمایا کہ تم نے گناہ چھوڑنے ہیں، anger ہو، jealousy ہو یا pride ہو، تو ان ساری چیزوں کو چھوڑنا ہے۔ اِستغفار زیادہ پڑھو تو آپ ہی ٹھیک ہو جائے گا۔ اپنے آپ کو نہ سمجھو کہ مَیں کچھ چیز ہوں۔ اس لیے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے ؎

بدتر بنو ہر ایک سے اپنے خیال میں
شاید اسی سے دخل ہو دارالوصال میں

کہ تم اپنے آپ کو سب سے کم سمجھو۔ پھر نہ jealousy ہو گی نہ anger ہو گا نہ pride ہو گی اور اس سے پھر اللہ تعالیٰ ملتا ہے، پھر اللہ تعالیٰ دعائیں بھی سنتا ہے۔ اب یہ سوچ لو کہ تم نے اللہ کو ملنا ہے یا اپنے جو vicious desires ہیں، ان کو پورا کرنا ہے۔

شاملینِ مجلس میں سے ایک ناصرہ نے انتہائی معصومیت سے حضورِ انور سے سوال کیا کہ آپ کو کس عمر میں والدین سے جیب خرچ ملنا شروع ہوا، کتنا جیب خرچ لیا کرتے تھے اور آپ اپنا جیب خرچ کس طرح خرچ فرمایا کرتے تھے؟

اس پر حضورِ انور نے کمال شفقت اور محبّت بھرے انداز میں فرمایا کہ ہمیں تو کبھی regular money ملتی ہی نہیں تھی، تمہاری طرح تو نہیں تھے کہ عیاشیاں کرتے۔ نیز جیب خرچ ملنے کی بابت اپنے ایّامِ طفولیت کی دلفریب عملی تربیتی مثال بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ کبھی کبھی امّاں ابّا نے دے دیا، عید پر پیسے آ گئے، تو ہم نے اپنی امّاں کے پاس reserve کرا دیے اور پھر آہستہ آہستہ ان سے لیتے رہے یا کبھی ضرورت ہوئی تو اُمّی سے مانگ لیا کہ پیسے دیں۔ اور اس کے بعد جو میرے پیسے ہوتے تھے جو کسی نے تحفہ دیا یا عید پر عیدی آئی، تو ہماری

اُمّی نے کہا کہ ان کو میرے پاس reserve رکھو اور اپنا تحریکِ جدید اور وقفِ جدید کا چندہ تم نے اس میں سے دینا ہے، تو ہم اس میں سے دیا کرتے تھے۔

اسی طرح جیب خرچ کے مصرف کی بابت اپنے معمولاتِ بچپن کا مزید ذکر کرتے ہوئے بیان فرمایا کہ چندہ دے دیتے تھے۔ جو پیسے ہوتے تھے، اس میں سے اطفال کا چندہ دیتا تھا۔ باقی جو بچ جاتے تھے، کبھی کبھی ضرورت ہوتی تھی، تو مانگ لیتا تھا۔ جب میرے پیسے ختم ہوجاتے تھے، تو پھر اُمّی سے کہتا تھا کہ مجھے اَور دیں، جہاں سے مرضی دیں، مَیں نے خرچ کرنے ہیں۔ اگر وہ مان جاتی تھیں، تو دے دیتی تھیں، نہیں تو مَیں چُپ کر کے بیٹھ جاتا تھا اور لڑتا نہیں تھا۔

ایک شریکِ مجلس نے دریافت کیا کہ حضورِانور نے کبھی فلسطین کے تنازعے کے حوالے سے بنیامین نیتن یاہو یا کسی اَور عالمی راہنما کو خط لکھا ہے؟

اس پر حضورِانور نے عالمی لیڈران کو لکھے گئے خطوط کے پسِ منظر میں واضح فرمایا کہ ان کو بھی لکھا تھا۔ World Crisis and the Pathway to Peace میں وہ خط چھپے ہوئے ہیں۔ سب کو مَیں نے لکھا تھا، لیکن انہوں نے کوئی reply نہیں کیا۔ یہاں کا جو ہمارا پرائم منسٹر کیمرون تھا، مجھے تو صرف اس نے reply دیا تھا اور ایک اَور نے دیا تھا۔ باقی تو امریکن پریذیڈنٹ اوباما تھا، وہ بھی reply کرنے لگا تھا، تو پھر اس کی ٹیم نے روک دیا تھا کہ reply نہ کرنا۔

ایک ناصرہ نے سوال کیا کہ مَیں ٹیکنالوجی کے مسلسل استعمال سے کیسے دُور رہ سکتی ہوں تاکہ یہ میری پڑھائی پر اثرانداز نہ ہو؟

اس پر حضورِانور نے فرمایا کہ کون سی ٹیکنالوجیاں ہیں، آجکل کمپیوٹر، سیل فون، یہ چیزیں ہیں۔ یہ تو ویسے ہی اب آسٹریلیا اور بعض اَور ملکوں میں یہ کہہ رہے ہیں کہ ہم ایک law پاس کرنے لگے ہیں کہ جو پندرہ سال سے کم عمر کے لوگ ہیں، وہ سیل فون اور انٹرنیٹ وغیرہ استعمال نہیں کریں گے، ان پر ban ہوجائے گا۔ سکولوں میں بھی ban ہوجائے گا، کیونکہ اِن کا جو potential ہے، دماغی capability ہے، wisdom ہے، وہ لوگوں میں کم ہو رہی ہے اس لیے وہ بند کر رہے ہیں۔

حضورِانور نے تلقین فرمائی کہ ایک تو یہ ہے کہ سکرین ٹائم تمہارا صرف ہر روز one hour ہونا چاہیے۔ چاہے وہ ٹی وی دیکھو یا انٹرنیٹ دیکھو۔ اور سکول سے جو تمہیں کام ملتا ہے، وہ بھی تم انٹرنیٹ یا آئی پیڈ پر ہاتھ سے ہی کرتے ہو۔ تو بس ایک گھنٹے سے زیادہ سکرین ٹائم نہیں ہونا چاہیے اور اس میں بھی اچھے پروگرام دیکھو، فضول قسم کے پروگرام نہ دیکھو جو دیکھ رہے ہوتے ہیں۔ جب تمہیں گندی چیز نظر آئے تو اِستغفار پڑھ لیا کرو تو تم بچ جاؤ گی۔ انسان میں determination ہونی چاہیے، تمہاری determination ہو گی، پکّا ارادہ ہو گا تو پھر تم چھوڑو گی، اگر تم ہر چیز کو casually لو گی، تو پھر کچھ نہیں ہو گا۔ (باقی آئندہ۔۔)

(بحوالہ الفضل انٹرنیشنل 23 اکتوبر 2025ء)

***

ارشاد باری تعالیٰ

وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعۡبُدُوۡۤا اِلَّاۤ اِيَّاهُ وَبِالۡوَالِدَيۡنِ اِحۡسَانًا۔

(بنی اسرائیل: 24)

یعنی اور تیرے ربّ نے فیصلہ صادر کر دیا ہے کہ تم اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو اور والدین سے احسان کا سلوک کرو۔

طالب دعا: محمد منیر احمد ولد مکرم غلام محمد سنوری صاحب مرحوم و افراد خاندان (صدر جماعت احمدیہ کاماریڈی)

ارشاد حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

’’فوزِ عظیم کے حصول کے لئے اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول کی کامل اطاعت ضروری ہے۔ اپنی زندگی کو اللہ اور رسول کے حکموں کے مطابق ڈھالنا ضروری ہے۔‘‘

(خطبہ جمعہ 21/ جون 2013ء)

طالب دُعا: سیّد زمرود احمد ولد سیّد شعیب احمد اینڈ فیملی، جماعت احمدیہ بھبنیشور (صوبہ اڈیشہ)

DUA'S SEEKER:
IQBAL AHMED ZAMIR
FLAK NUMA, HYDERABAD (TELANGANA)

KONARK NURSERY
Hyderabad Karmanghat
Near karmanghat kalyan mandapam, beside petrol pump, Karmanghat, Hyderabad, TS-500079

MUZAMMIL AHMED
Mobile: +91 99483 70069
konarknursery@gmail.com
www.facebook.com/konarknursery
www.konarknursery.com
Plants for Seasons & Reasons...
Cactus . Seculents . Seeds
Landscaping -- Rental Plants -- Exports -- Imports

قارئین کرام ضرور متوجہ ہوں!

اعانت اخبار بدر

اخبار بدر کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ یہ اخبار خالصۃً مامور زمانہ، آنحضرت ﷺ کے غلام صادق حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی بابرکت کفالت میں پروان چڑھا۔ ابتداء سے آج تک پہلے نبوت اور بعد میں خلافت علیٰ منہاج نبوت کے زیرسایہ یہ اخبار تبلیغی و تربیتی فرائض سرانجام دیتا چلا آرہا ہے۔ کئی سعید روحیں اس اخبار کے ذریعہ حلقہ بگوش احمدیت ہوئیں۔ اس اخبار کے ذریعہ خلفاء احمدیت کے ارشادات کی روشنی میں احمدی گھرانوں کی تربیت ہو رہی ہے اور آئندہ بھی انشاء اللہ ہوتی چلی جائے گی۔

اخبار کی تیاری، اشاعت، پیکنگ و ترسیل میں کثیر اخراجات ہوتے ہیں۔ محض معمولی بدل اشتراک سے ان اخراجات کا پورا کرنا ممکن نہیں۔ اسکے لئے معاونین خاص کی اشد ضرورت ہے جو مامور زمانہؑ کے اس اخبار کے اخراجات کو برداشت کرنے والے ہوں۔ اس اخبار کی اعانت کرنے والوں کو اللہ کبھی ضائع نہیں ہونے دیگا کیوں کہ اللہ کا وعدہ ہے کہ اِنِّی مُعِیْنٌ مَنْ اَرَادَ اِعَانَتَکَ (یعنی میں اس کی مدد کرونگا جو تیری مدد کریں گے) معاونین کے تمام معاملات کا اللہ خود محافظ ہوجائے گا اور اپنے وعدہ کے مطابق ان کے کاروبار، ملازمت، باغ، فصل اور مال میں کئی گنا اضافہ کرے گا۔ انشاء اللہ

کسی بھی قسم کی راہنمائی کیلئے دفتر منیجر ہفت روزہ اخبار بدر سے رابطہ کریں۔

رابطہ نمبر 9815639670

***

ارشاد نبوی ﷺ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کسی شخص کے دل میں ایمان اور کفر نیز صدق اور کذب اکٹھے نہیں ہو سکتے اور نہ ہی امانت اور خیانت اکٹھے ہو سکتے ہیں۔

(مسند احمد بن حنبل جلد ۲ صفحہ ۳۴۹ مطبوعہ بیروت)

طالب دُعا: خورشید احمد گنائی صاحب و اہل خانہ (امیر جماعت احمدیہ رشی نگر، صوبہ جموں کشمیر)

جامعہ احمدیہ کی غرض و غایت

حضرت امیرالمؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

’’مَیں نے جامعہ احمدیہ کی convocation میں بھی کہا تھا کہ جماعت کو مربیان اور مبلغین کی ضرورت ہے اور یہ ضرورت بہت بڑھ رہی ہے بلکہ بڑھ گئی ہے اس لئے زیادہ سے زیادہ واقفین نَو کو جامعہ احمدیہ میں تعلیم حاصل کرنے کے لئے آنا چاہئے۔ والدین بچپن سے ہی لڑکوں کو اس طرف توجہ دلائیں اور ان کی تربیت کریں۔ ایسی تربیت کریں کہ ان کو جامعہ احمدیہ میں داخل ہونے کا شوق پیدا ہو۔۔۔۔۔۔۔ پس واقفین نَو بچوں کو کوشش کرنی چاہئے کہ جامعات میں داخل ہوں اور جیسا کہ میں نے کہا اس کے لئے ان کے والدین کو تیار کرنا چاہئے۔ ہمارے جامعات میں جتنی بھی گنجائش ہے کم از کم وہ پوری ہونی چاہئے۔ تبھی ہم اس وقت جو مبلغین کی اور مربیان کی ضرورت ہے اسے پورا کر سکتے ہیں۔‘‘

(خطبہ جمعہ 10/ مارچ 2017ء فرمودہ حضرت مرزا مسرور احمد، خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز)

ارشاد نبوی ﷺ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: شفا تین چیزوں میں ہے: پچھنا لگوانے میں، شہد پینے میں اور آگ سے داغنے میں۔ مگر میں اپنی اُمّت کو آگ سے داغنے سے منع کرتا ہوں۔

(بخاری کتاب الطب۔ باب الشِّفَاءِ فِی ثَلَاثٍ)

طالب دُعا: مجلس انصار اللہ کلکتہ (صوبہ بنگال)

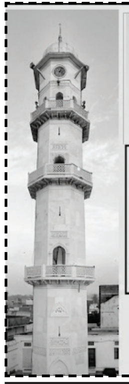

Love for All Hatred for None
99493-56387
Prop:Muhammad Saleem
MASROOR HOTEL
TEA,TIFFIN,MEALS,CHICKEN-BIRYANI,FAST-FOOD AVAILABLE HERE
Near Naidu Petrol Pump, Khammam Rd. Warangal (Telengana)
طالب دعا: محمد سلیم (ضلع نائب امیر جماعت احمدیہ ورنگل، تلنگانہ)

نمازجنازہ حاضر وغائب

حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ۲۴/فروری ۲۰۲۶ء بروز منگل بارہ بجے بعد دوپہر اسلام آباد (ٹلفورڈ) میں اپنے دفتر سے باہر تشریف لا کر مکرم جمال دین چودھری صاحب (Bromley & Lew-isham۔یوکے) کی نماز جنازہ حاضر اور چھ مرحومین کی نمازِ جنازہ غائب پڑھائی۔

نماز جنازہ حاضر

مکرم جمال دین چودھری صاحب (Bromley & Lewisham۔یوکے)

20/فروری 2026ء کو 70 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔مرحوم کا تعلق تتّہ پانی ضلع کوٹلی کشمیر سے تھا۔آپ کی فیملی نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی حضرت قاضی محبوب عالم صاحب رضی اللہ عنہ کی تبلیغ سے احمدیت میں شمولیت اختیار کی۔مرحوم 1980ء کی دہائی میں جرمنی گئے جہاں پر Soest شہر میں جماعت قائم کرنے میں اہم کردار ادا کیا۔آپ کو وہاں زعیم انصار اللہ اور لوکل نماز سنٹر میں امام الصلوٰۃ کے طور پر خدمت کی توفیق ملی۔2011ء میں یوکے شفٹ ہونے کے بعد بروملے اینڈ لیوشم جماعت کے سیکرٹری تحریک جدید کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔مرحوم صوم وصلوٰۃ کے پابند، قرآن کریم کی تلاوت باقاعدگی سے کرنے والے، مالی قربانی کے جذبہ سے سرشار، خلافت سے عقیدت کا تعلق رکھنے والے ایک مخلص انسان تھے۔لمبا سفر کر کے نماز ظہر وعصر مسجد جا کر ادا کرتے اور عموماً مغرب اور فجر کے وقت مسجد کھولنے کی ڈیوٹی بھی دیتے رہے۔مرحوم موصی تھے۔پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ 2 بیٹے اور 3 بیٹیاں شامل ہیں۔آپ کے داماد مکرم حارث احمد صاحب (مربی سلسلہ) اس وقت آکسفورڈ میں خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔آپ کے بیٹے مکرم اظہر چودھری صاحب جماعت یوکے کے شعبہ امور خارجہ کی ٹیم کے سرگرم رکن ہیں۔

نماز جنازہ غائب

ا۔مکرمہ فرزانہ جمال صاحبہ اہلیہ مکرم جمال احمد قریشی صاحب (ربوہ)

15/اپریل 2025 کو 59 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔آپ مکرم حبیب الرحمن صاحب (کارکن دفتر تحریک جدید ربوہ) کی بیٹی تھیں۔شادی کے بعد کراچی آ گئیں اور 23 سال تک وہاں مقامی لجنہ میں بطور جنرل سیکرٹری، سیکرٹری دعوت الی اللہ اور صدر لجنہ کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔لجنہ ضلع کراچی کے تحت ترجمۃ القرآن، روحانی خزائن اور ملفوظات کے پیپر دے کر خوشنودی کی اسناد حاصل کرتی رہیں۔اپنی مجلس کی ایک ناخواندہ ممبر کو اردو لکھنی پڑھنی بھی سکھائی جنہوں نے بعد میں ترجمۃ القرآن کے پیپر دیے اور وہ احمد نگر ضلع عمرکوٹ کی صدر بھی رہیں۔آپ دو سال سے ربوہ شفٹ ہو گئی تھیں۔خلافت کی شیدائی، بڑی شفیق، مہربان، غریبوں کی مدد کرنے والی ایک مخلص اور باوفا خاتون تھیں۔مرحومہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصیہ تھیں۔پسماندگان میں شوہر کے علاوہ تین بیٹے اور پوتے پوتیاں شامل ہیں۔

۲۔مکرم ڈاکٹر محمود احمد صاحب ابن مکرم الحاج محمد یوسف صاحب (لاہور)

23/ستمبر 2025ء کو 85 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔آپ کے والد خاندان میں اکیلے احمدی تھے اور آپ مکرم شیخ محمد حنیف صاحب (امیر جماعت کوئٹہ) کے بھانجے تھے۔مرحوم ابوظہبی کے ڈیفنس ہسپتال میں 22 سال تک طبی خدمات سرانجام دیتے رہے اور لیفٹیننٹ کرنل کے عہدے تک ترقی پائی۔جماعتی مخالفت کی وجہ سے 1986ء میں پاکستان واپس آنے کے بعد اپنا ذاتی کلینک کھولا اور لاہور کے بہت سے میڈیکل کالجوں میں بطور استاد فزیالوجی بھی پڑھاتے رہے۔آپ کو مختلف اوقات میں چار مرتبہ حضور انور سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا اور ہر ملاقات کے بعد آپ اس بات کا اظہار کرتے کہ مجھے نئی زندگی مل گئی ہے۔آپ کو دو مرتبہ عمرہ کی سعادت بھی حاصل ہوئی۔مرحوم نے ہمیشہ بڑی فعال، باوقار اور بامقصد زندگی گزاری۔مرحوم موصی تھے۔آپ نے دو شادیاں کیں۔آپ کی پہلی بیوی وفات پا چکی ہیں۔پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ ایک بیٹی اور چار بیٹے شامل ہیں۔آپ کی اہلیہ مکرمہ فرخندہ محمود صاحبہ نے لجنہ اماء اللہ ضلع لاہور کی عاملہ میں محترمہ بی بی فوزیہ شمیم صاحبہ کے ساتھ 26 سال خدمت کی توفیق پائی۔

۳۔مکرمہ شمع نسرین صاحبہ اہلیہ مکرم چودھری ناصر احمد صاحب (اسیر راہ مولیٰ، چک سکندر۔حال جرمنی)

23/دسمبر 2025ء کو 67 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔آپ نے چک سکندر میں لمبا عرصہ صدر لجنہ کی حیثیت سے خدمت کی توفیق پائی۔وہاں جماعت کو درپیش سخت اور مخالفانہ حالات میں نہ صرف خود ثابت قدم رہیں بلکہ جماعت کے دیگر افراد کے لیے بھی حوصلہ اور تقویت کا ذریعہ بنتی رہیں۔میاں کی آٹھ سالہ اسیری کے دوران بھی آپ نے بڑی ہمت، صبر اور بہادری کا مظاہرہ کیا۔آپ نے اس عرصے میں اکیلے گھر کی تمام ذمہ داریاں بخوبی ادا کیں اور کبھی کسی قسم کا شکوہ نہیں کیا۔آپ پنجوقتہ نمازوں اور تلاوت قرآن کریم کی پابند، عبادت سے گہرا شغف رکھنے والی ایک مخلص اور باوفا خاتون تھیں۔گو آپ کی اپنی اولاد نہ تھی لیکن خاندان کے تمام بچوں کو اپنی اولاد کی طرح پیار کرتیں اور بڑی باریک بینی سے ان کی دینی اور اخلاقی تربیت کا خیال رکھتی تھیں۔آپ کے پاس گاؤں کے بچے قرآن کریم پڑھنے کے لیے بھی آتے جنہیں آپ دعائیں اور جماعتی تعلیم بھی سکھایا کرتی تھیں۔مرحومہ موصیہ تھیں۔پسماندگان میں میاں شامل ہیں۔

۴۔مکرم چودھری محمد داؤد صاحب ابن مکرم چودھری محمد اسحاق صاحب (کراچی)

26/دسمبر 2025ء کو 79 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔مرحوم پنجوقتہ نمازوں اور تلاوت قرآن کریم کے پابند، تہجد گزار، متوکل علی اللہ، خلافت کے سچے عاشق، ضرورت مندوں اور غریبوں کا خیال رکھنے والے، بڑے دلیر اور بہادر انسان تھے۔مالی قربانی کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہ دیتے تھے۔تحریک جدید اور وقف جدید کا اپنا مکمل وعدہ سال کے شروع میں ہی ادا کر دیتے تھے۔آپ نے گلشن اقبال کراچی میں صدر حلقہ اور سیکرٹری وصایا کے علاوہ ضلعی سطح پر نائب سیکرٹری مال، محاسب اور سیکرٹری جائیداد کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔سُرجانی ٹاؤن کراچی کی مسجد کی تعمیر اور گلشن مہران کی جماعتی زمین کی چار دیواری کا سارا کام بھی اپنی نگرانی میں کروایا۔اگست 2010ء میں اسی زمین کے کاموں کے دوران بعض شر پسندوں نے آپ کو اغوا بھی کیا اور پانچ ہفتے قید کا یہ تکلیف دہ وقت آپ نے اللہ تعالیٰ پر توکل کرتے ہوئے بڑی ہمت اور بہادری سے گزارا۔مرحوم 1/7 حصہ کے موصی تھے۔پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ دو بیٹے اور دو بیٹیاں شامل ہیں۔آپ کے ایک بیٹے مکرم محمد صالح داؤد صاحب (مربی سلسلہ) اس وقت گلشن اقبال شرقی (کراچی) میں خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔آپ مکرم مسعود احمد شمس صاحب کے بڑے بھائی تھے جنہوں نے غانا میں خدمت کی توفیق پائی۔

۵۔مکرم محمد اسماعیل صاحب ابن مکرم محمد بنیامین صاحب (ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ)

5/جنوری 2026ء کو بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔آپ کے خاندان میں احمدیت حضرت مسیح موعو علیہ السلام کے صحابی حضرت مولوی جمال الدین صاحب کی تبلیغ سے آئی تھی۔مرحوم اپنی جماعت میں نائب صدر جماعت کی حیثیت سے خدمت کی توفیق پا رہے تھے۔پیشے کے لحاظ سے سول انجینئر تھے۔نوکری پر بھی اپنا جماعتی وقار بحال رکھا اور بے خوف ہو کر تبلیغ کرتے رہے۔آپ کو اس وجہ سے شدید جماعتی مخالفت کا سامنا کرنا پڑا اور پھر جبری ریٹائر بھی کر دیا گیا۔مرحوم پنجوقتہ نمازوں کے پابند، باقاعدگی سے قرآن کریم کی تلاوت کرنے والے، بڑے ہمدرد، خوش اخلاق، ملنسار، صابر وشاکر، ایک مخلص اور باوفا انسان تھے۔اپنا چندہ ہر ماہ باقاعدگی سے اور بروقت ادا کرتے۔جماعتی کتب کے مطالعہ کا بہت شوق تھا اور اپنی تنخواہ سے جماعتی کتابیں خریدتے تھے۔حضور انور کا خطبہ جمعہ باقاعدگی سے اور بڑے شوق سے سنتے۔وقارِ عمل اور فلاحی کاموں میں بھی حصہ لیتے رہے۔مرحوم موصی تھے۔پسماندگان میں اہلیہ کے علاہ تین بیٹے اور تین بیٹیاں شامل ہیں۔آپ مکرم آصف علی اسماعیل صاحب کے والد تھے۔

۶۔مکرم محمود احمد صاحب (کیمن گڑی آف تیار پور ضلع یادگیر صوبہ کرناٹک)

25/دسمبر 2025ء کو 88 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔مرحوم پیدائشی احمدی تھے۔جماعت کے ساتھ مخلصانہ اور مضبوط تعلق تھا۔آپ نے صدر جماعت تیاپور کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔آپ نمازوں کے پابند، سادہ طبیعت کے حامل ایک نیک اور مخلص انسان تھے۔جماعتی پروگراموں میں حسب استطاعت شرکت کرتے تھے۔پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ تین بیٹے اور سات بیٹیاں شامل ہیں۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور انہیں اپنے پیاروں کے قرب میں جگہ دے۔اللہ تعالیٰ ان کے لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے اور ان کی خوبیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق دے۔آمین

☆…☆…☆

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

”حضرتِ عزّت کے سامنے دائمی حضور کے ساتھ کھڑا ہونا بجز محبتِ ذاتیہ کے ممکن نہیں۔“

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 218)

Courtesy:Alladin Builders e-mail: khalid@alladinbuilders.com

RAICHURI GROUP
BUILDERS & DEVELOPERS

طالب دعا
Abdul Rehman Raichuri
(Aka - Maqbool Ahmed)

RAICHURI GROUP OF COMPANIES
Raichuri Builders & Developers LLP
G M Builders & Developers
Raichuri Constructions

Our Corporate office
B Wing, Office no 007
Itkar Soc, Suresh Nagar, RTO, Andheri West, Mumbai - 400053
Tel : 02226300634 / 9987652552
Email id :
raichuri.build.develop@gmail.com
gm.build.develop@gmail.com

خطبہ جمعہ بطرز سوال و جواب

یتامیٰ، بیواؤں اور مطلقہ عورتوں کے حقوق

خطبہ جمعہ فرمودہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز 16/نومبر 2007ء بطرز سوال و جواب

بمنظوری سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال کمزور طبقات کے حقوق ادا نہ کرنے کا معاشرے پر کیا اثر پڑتا ہے؟

جواب جب کمزوروں کے حقوق پامال ہوتے ہیں تو ان میں بے چینی پیدا ہوتی ہے، جو بعض اوقات شدید ردّعمل کی صورت اختیار کرسکتی ہے۔ یوں معاشرے کے بااثر لوگ، جو اصلاح اور امن قائم کرنے کے ذمہ دار ہیں، خود فساد اور بدامنی کا سبب بن جاتے ہیں۔

سوال یتیموں کے بارے میں قرآن کریم کی بنیادی تعلیم کیا ہے؟

جواب قرآن کریم فرماتا ہے کہ یتیموں کی اصلاح اور بھلائی بہترین کام ہے اور اگر ان کے ساتھ مل جل کر رہو تو وہ تمہارے بھائی ہیں یعنی یتیموں کو بوجھ یا اجنبی نہیں بلکہ اپنے بھائیوں کی طرح سمجھ کر ان کی تربیت، ضروریات اور مستقبل کا خیال رکھنا چاہئے۔

سوال یتیم کی اصلاح سے کیا مراد ہے؟

جواب یتیم کی اصلاح کا مطلب صرف اس کی خوراک، لباس اور مالی ضروریات پوری کرنا نہیں بلکہ اس کی تعلیم، صحت، اخلاق، دینی تربیت، اچھی صحبت اور معاشرے میں مفید کردار ادا کرنے کی صلاحیت پیدا کرنا بھی ہے۔ مقصد یہ ہے کہ وہ بڑا ہو کر معاشرے کا فعال اور مفید فرد بنے۔

سوال یتیموں کے ساتھ کس انداز کا سلوک ہونا چاہئے؟

جواب ان کے ساتھ محبت، شفقت اور ہمدردی کا سلوک ہونا چاہئے، بالکل اسی طرح جیسے ایک محبت کرنے والا بڑا بھائی اپنے چھوٹے بھائی کی اصلاح کرتا ہے۔ نہ اتنی سختی ہو کہ وہ باغی بن جائیں اور نہ ایسی بے جا محبت کہ وہ بگڑ جائیں؛ بلکہ ہر حال میں اصلاح اور تربیت پیشِ نظر رہے۔

سوال اگر کسی شخص کو اندیشہ ہو کہ اس کی وفات کے بعد اس کی اولاد کمزور رہ جائے گی تو اسے کیا کرنا چاہئے؟

جواب اسے اللہ تعالیٰ کا خوف اختیار کرتے ہوئے نیکی اور سیدھی بات کا طریق اختیار کرنا چاہئے اور دوسروں کے یتیم بچوں کے ساتھ انصاف وشفقت کا سلوک کرنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ نیکیوں کا بدلہ دینے والا ہے اور انسان کو چاہئے کہ دوسروں کی کمزور اولاد کا خیال رکھے تاکہ اللہ تعالیٰ اس کی اپنی اولاد کو بھی محفوظ رکھے۔

سوال یتیم کے مال کے بارے میں اسلام کی کیا تعلیم ہے؟

جواب یتیم کے مال کی حفاظت انتہائی ضروری ہے۔ اس کے مال کے قریب بھی بے احتیاطی سے جانے سے منع کیا گیا ہے۔ اگر اس کی حقیقی ضرورت کے لئے اس کے مال سے کچھ خرچ کرنا پڑے تو صرف ضرورت کے مطابق کیا جائے اور جب وہ سمجھ بوجھ کی عمر کو پہنچ جائے تو اس کا مال اسے واپس کر دیا جائے۔

سوال یتیم کے مال میں خیانت کیوں انتہائی سنگین جرم ہے؟

جواب کیونکہ یتیم اپنی کمزوری کی وجہ سے اپنے حقوق کا دفاع نہیں کرسکتا۔ اس لئے اس کے مال پر ناجائز قبضہ کرنا دراصل ایک بے بس انسان کے حق کو پامال کرنا ہے۔ قرآن کریم نے ایسے لوگوں کو سخت وعید سنائی ہے کہ جو ظلم سے یتیموں کا مال کھاتے ہیں، وہ گویا اپنے پیٹوں میں آگ بھرتے ہیں۔

سوال یتیم کی پرورش کرنے والے کی نیت کیسی ہونی چاہئے؟

جواب نیت بالکل صاف اور خالص ہونی چاہئے۔ یتیم کی پرورش کو اپنے ذاتی فائدے کا ذریعہ نہیں بنانا چاہئے۔ بظاہر کوئی شخص یتیم کی خدمت کر رہا ہو لیکن اگر اس کا اصل مقصد یتیم کی جائیداد یا مال سے فائدہ اٹھانا ہو تو اللہ تعالیٰ اس کی نیت کو خوب جانتا ہے۔

سوال کیا انسان عدالت یا معاشرے کو دھوکہ دے کر اللہ تعالیٰ سے بھی اپنا اصل مقصد چھپا سکتا ہے؟

جواب ہرگز نہیں۔ انسان معاشرے کو دھوکہ دے سکتا ہے اور بسا اوقات عدالت میں بھی اپنے حق میں فیصلہ حاصل کرسکتا ہے، لیکن اللہ تعالیٰ انسان کی نیت اور دل کے بھید تک سے واقف ہے۔ وہ اصلاح کرنے والے اور فساد کرنے والے کے درمیان مکمل فرق جانتا ہے۔

سوال: یتیموں کی پرورش کا اعلیٰ ترین مقصد کیا ہونا چاہئے؟

جواب مقصد صرف ان کی وقتی کفالت نہیں بلکہ انہیں اپنے پاؤں پر کھڑا کرنا اور معاشرے کا فعال، باعزت اور مفید فرد بنانا ہونا چاہئے۔ اگر استطاعت ہو تو اپنے مال سے بھی ان کی تعلیم، ہنر، کاروبار یا روزگار کے لئے مدد کرنی چاہئے۔

سوال شہداء کی اولاد کے ساتھ جماعت اور افرادِ جماعت کا کیا سلوک ہونا چاہئے؟

جواب ان کا اس طرح خیال رکھنا چاہئے جیسے ایک بھائی اپنے بھائی اور ایک باپ اپنے بچے کا رکھتا ہے۔ ان کی تربیت، ضروریات اور حقوق کا خیال اس انداز میں رکھا جائے کہ ان کے دل میں کبھی یہ احساس پیدا نہ ہو کہ ان کے والد نے دین کی خاطر قربانی دے کر انہیں تنہا چھوڑ دیا ہے، بلکہ انہیں اپنے والد کی قربانی پر فخر محسوس ہو۔

سوال بیوہ عورت کے بارے میں قرآن کریم نے کیا حق قائم فرمایا؟

جواب بیوہ کو اس کے خاوند کے گھر میں ایک مدت تک رہنے کا حق دیا گیا۔ خطبہ میں بیان ہوا کہ عدت کی مدت چار ماہ دس دن کے علاوہ، آیت کی روشنی میں ایک سال تک گھر میں رہنے کی گنجائش ہے، اگر وہ خود وہاں رہنا چاہے۔

سوال اگر شوہر کا مکان کسی دوسرے وارث کے حصے میں آجائے تو کیا بیوہ کو فوراً نکالا جا سکتا ہے؟

جواب نہیں۔ خطبہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے کے مطابق بیان کیا گیا کہ بیوہ کو زیادہ سے زیادہ سہولت دی جانی چاہئے اور اسے ایک سال تک تنگ نہیں کیا جانا چاہئے۔ کسی وارث کو یہ حق نہیں کہ بیوہ پر دباؤ ڈال کر اسے گھر سے نکال دے۔

سوال کیا بیوہ ایک سال مکمل ہونے سے پہلے خود گھر چھوڑ سکتی ہے؟

جواب جی ہاں۔ اگر وہ عدت پوری کرنے کے بعد اپنی مرضی سے گھر چھوڑنا چاہے تو اسے اس کا اختیار ہے۔ قرآن کریم نے اسے معروف طریق پر اپنے متعلق فیصلہ کرنے کا حق دیا ہے۔ رشتہ داروں کو بھی اس کے جائز فیصلے میں رکاوٹ نہیں بننا چاہئے۔

سوال کیا بیوہ کا دوبارہ نکاح کرنا معیوب یا خاندان کی عزت کے خلاف ہے؟

جواب ہرگز نہیں۔ بیوہ کی شادی ایک مستحسن عمل ہے۔ بعض معاشرتی روایات میں اسے خاندان کی عزت کے خلاف سمجھا جاتا ہے، لیکن یہ غلط تصور ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ نے وَاللّٰہُ عَزِیْزٌ حَکِیْمٌ کی تشریح کرتے ہوئے واضح فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے مقابل جھوٹی عزتوں کو ترجیح نہیں دینی چاہئے۔

سوال مطلقہ عورت کے بارے میں قرآن کریم نے کیا بنیادی حق بیان فرمایا ہے؟

جواب مطلقہ عورت کے لئے عدت مقرر کی گئی ہے اور عدت کے بعد اسے اپنے مستقبل کے بارے میں جائز فیصلہ کرنے کا حق حاصل ہے۔ اگر اس کی شادی مناسب جگہ ہو تو رشتہ داروں کو اس میں بلاوجہ رکاوٹ نہیں ڈالنی چاہئے۔

سوال اگر مطلقہ عورت کو معلوم ہو کہ وہ حاملہ ہے تو اسے کیا کرنا چاہئے؟

جواب اسے حمل کو چھپانا نہیں چاہئے بلکہ اپنے سابق شوہر کو اس حقیقت سے آگاہ کرنا چاہئے۔ اس اطلاع سے ممکن ہے کہ شوہر کا دل نرم ہو، اصلاح کی صورت پیدا ہو اور گھر دوبارہ آباد ہو جائے۔

سوال اگر میاں بیوی دوبارہ صلح اور ازدواجی زندگی قائم کرنا چاہیں تو رشتہ داروں کو کیا کردار ادا کرنا چاہئے؟

جواب رشتہ داروں کو رکاوٹ نہیں بننا چاہئے۔ اگر دونوں اپنی غلطیوں کا احساس کرتے ہوئے اصلاح اور دوبارہ گھر بسانا چاہتے ہوں تو والدین اور رشتہ داروں کو اپنی انا، ضد یا جھوٹی غیرت کی وجہ سے اس تعلق کو ختم نہیں کرنا چاہئے۔

سوال مطلقہ عورتوں کے حقوق کے بارے میں قرآن کریم کا ایک نہایت جامع اصول کیا ہے؟

جواب قرآن کریم فرماتا ہے کہ عورتوں کا دستور کے مطابق مردوں پر اتنا ہی حق ہے جتنا مردوں کا عورتوں پر ہے۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ ازدواجی تعلق یک طرفہ حقوق کا نام نہیں بلکہ باہمی حقوق اور ذمہ داریوں کا عہد ہے۔

سوال میاں بیوی کے باہمی حقوق ادا کرنے سے کیا نتیجہ پیدا ہوتا ہے؟

جواب جب دونوں ایک دوسرے کے حقوق کا خیال رکھتے ہیں تو ازدواجی تعلق مضبوط اور پائیدار ہوتا ہے۔ باہمی احترام، محبت، تعاون اور ذمہ داری گھر کے سکون اور معاشرے کے امن کا ذریعہ بنتے ہیں۔

سوال آنحضرت ﷺ نے بہترین انسان کی کیا علامت بیان فرمائی؟

جواب آنحضرت ﷺ نے فرمایا: خَیْرُکُمْ خَیْرُکُمْ لِاَھْلِہٖ وَاَنَا خَیْرُکُمْ لِاَھْلِیْ یعنی تم میں بہترین وہ ہے جو اپنے اہل کے ساتھ بہترین سلوک کرے، اور میں تم سب سے بڑھ کر اپنے اہل کے ساتھ حسنِ سلوک کرنے والا ہوں۔

سوال شوہر کو بیوی کے ساتھ ناپسندیدگی کی صورت میں کیا تعلیم دی گئی ہے؟

جواب قرآن کریم فرماتا ہے کہ بیویوں کے ساتھ معروف طریق پر زندگی بسر کرو۔ اگر کوئی چیز ناپسند بھی ہو تو ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسی میں بہت خیر رکھی ہو۔ اس لئے معمولی اختلافات کی بنیاد پر جلد بازی میں فیصلہ کرنے کے بجائے صبر، غور، دعا اور اصلاح کی کوشش کرنی چاہئے۔

سوال طلاق کے معاملات میں جلد بازی سے کیوں بچنا چاہئے؟

جواب کیونکہ بعض اوقات معمولی مسائل بڑھ کر سنگین صورت اختیار کر لیتے ہیں، حالانکہ صبر اور حسنِ سلوک سے وہی گھر دوبارہ محبت اور سکون کا گہوارہ بن سکتا ہے۔ اس لئے فیصلے سوچ سمجھ کر، دعا اور اللہ تعالیٰ کی رضا کو سامنے رکھتے ہوئے کرنے چاہئیں۔

***

قارئین کے خطوط

محترم ڈاکٹر طارق احمد صاحب ایس.ایم.او نور ہسپتال تحریر کرتے ہیں:

"قبل ازیں ڈاکٹر مارٹن کلارک کے مقدمہ کے حوالہ سے اخبار بدر میں مضامین آتے رہے ہیں۔ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے بھی اپنے خطبہ جمعہ میں ذکر فرمایا ہے۔ راہ ہدیٰ پروگرام میں بھی وقتاً فوقتاً اس حوالہ سے روشنی ڈالی جاتی رہی ہے۔

خاکسار چاہتا ہے کہ اس تعلق سے اخبار بدر میں ایک تفصیلی مضمون شائع ہو جس میں اس تمام مقدمہ اور واقعات کی مکمّل تفصیل تحریر کی جائے تاکہ قارئین بدر کو کاسر صلیب حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی ایمان افروز صداقت کا علم ہو سکے۔ آپ کی بہت مہربانی ہو گی۔ جزاکم اللہ

محترم ڈاکٹر صاحب! آپ کی تجویز مفید ہے۔ انشاء اللہ اس حوالہ سے آئندہ کسی وقت لکھنے کی کوشش کی جائے گی۔ جزاکم اللہ

***

خطبہ جمعہ بطرز سوال و جواب

حضرت مسیح موعودؑ کے ارشادات کی روشنی میں دنیا اور آخرت کی حسنات مانگنے کی نصیحت

خطبہ جمعہ فرمودہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز 20/مارچ 2026ء بطرز سوال و جواب
بمنظوری سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال: حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مومن کے دنیا سے تعلق کے بارے میں کیا بنیادی اصول بیان فرمایا ہے؟

جواب: حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: ”مومن کے تعلقات دنیا کے ساتھ جس قدر وسیع ہوں وہ اس کے مراتب عالیہ کا موجب ہوتے ہیں کیونکہ اس کا نصب العین دین ہوتا ہے۔“ اس ارشاد سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام انسان کو دنیاوی ترقی، مال، علم، عزت اور جائز وسائل حاصل کرنے سے نہیں روکتا، بلکہ اصل معیار یہ ہے کہ ان تمام چیزوں کا استعمال کس مقصد کے لیے کیا جا رہا ہے۔ اگر دنیاوی تعلقات کا مقصد اللہ تعالیٰ کی رضا، دین کی خدمت اور انسانیت کی بھلائی ہو تو یہی تعلقات مومن کے روحانی مقام کو بلند کرنے کا ذریعہ بن جاتے ہیں۔

سوال: مومن کے لیے دنیا کی اصل حیثیت کیا ہونی چاہیے؟

جواب: مومن کے لیے دنیا مقصدِ زندگی نہیں بلکہ مقصدِ زندگی تک پہنچنے کا ذریعہ ہونی چاہیے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ ”دنیا، اس کا مال و جاہ دین کا خادم ہوتا ہے۔“ لہٰذا مال، دولت، عہدہ، کاروبار، علم اور دیگر دنیاوی وسائل انسان کے ہاتھ میں ہوں، مگر اس کے دل پر ان کی حکومت نہ ہو۔ مومن دنیا سے فائدہ اٹھاتا ہے لیکن دنیا کو اپنا معبود، نصب العین یا آخری منزل نہیں بناتا۔

سوال: حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دنیا کمانے کے بارے میں کیا واضح ہدایت فرمائی؟

جواب: آپؑ نے فرمایا: ”اصل بات یہ ہے کہ دنیا مقصود بالذات نہ ہو بلکہ حصول دنیا میں اصل غرض دین ہو۔“ یعنی انسان روزگار حاصل کرے، کاروبار کرے، ملازمت کرے اور اپنی معاشی حالت بہتر بنائے، لیکن اس کا مقصد صرف دنیاوی آسائش، نمود و نمائش اور دوسروں پر برتری نہ ہو۔ اسے اپنی ضروریات پوری کرنے کے ساتھ دین کی خدمت، عبادت، صدقات، حقوق العباد اور خدمتِ خلق کے لیے بھی اپنی دنیاوی نعمتوں کو استعمال کرنا چاہیے۔

سوال: کیا اسلام دنیاوی ترقی کے خلاف ہے؟

جواب: ہرگز نہیں۔ اسلام دنیا کی جائز نعمتوں سے فائدہ اٹھانے اور حلال ذرائع سے ترقی کرنے کی اجازت دیتا ہے۔ اصل ممانعت اس بات سے ہے کہ دنیا انسان کو اللہ تعالیٰ سے غافل کر دے اور وہ دنیا کو آخرت پر ترجیح دینے لگے۔ مومن کی دنیاوی ترقی ایسی ہونی چاہیے جو اس کے ایمان، عبادت، اخلاق، تقویٰ اور خدمتِ خلق میں اضافہ کرے۔

سوال: دنیاوی نعمت کب مومن کے لیے حقیقی نعمت بن جاتی ہے؟

جواب: جب وہ نعمت اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کا ذریعہ بن جائے۔ مال ہو تو اس سے ضرورت مندوں کی مدد کی جائے، علم ہو تو انسانیت کو فائدہ پہنچایا جائے، عہدہ ہو تو انصاف اور خدمت کی جائے، صحت ہو تو نیکی کے کاموں میں استعمال کی جائے اور کاروبار ہو تو دیانت و امانت کے ساتھ کیا جائے۔ ایسی نعمت انسان کی دنیا بھی سنوارتی ہے اور آخرت بھی۔

سوال: حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دنیا کو دین کا خادم بنانے کے لیے کون سی خوبصورت مثال بیان فرمائی؟

جواب: آپؑ نے سفر کی مثال بیان فرمائی کہ انسان کسی منزل کی طرف سفر کرتے ہوئے سواری اور زادِ راہ ساتھ رکھتا ہے، لیکن اس کا اصل مقصد سواری یا راستہ نہیں بلکہ منزلِ مقصود تک پہنچنا ہوتا ہے۔ اسی طرح دنیاوی مال و اسباب بھی انسان کے لیے سفر زندگی میں ضروری ہیں، مگر اصل منزل اللہ تعالیٰ کی رضا اور آخرت کی کامیابی ہے۔ اگر انسان سواری اور سامان ہی کو منزل سمجھ لے تو وہ اصل مقصد سے محروم رہ جائے گا۔

سوال: قرآن کریم کی دعا ”رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنۡيَا حَسَنَةً وَّفِي الۡاٰخِرَةِ حَسَنَةً“ دنیا کے بارے میں کیا رہنمائی فراہم کرتی ہے؟

جواب: اس دعا میں اللہ تعالیٰ نے دنیا اور آخرت دونوں کی بھلائی مانگنے کی تعلیم دی ہے۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ مومن دنیاوی بھلائی سے محرومی نہیں مانگتا بلکہ ایسی دنیاوی بھلائی چاہتا ہے جو آخرت کی کامیابی میں بھی معاون ہو یعنی دنیا ہاتھ میں ہو مگر آخرت کی قیمت پر نہ ہو۔

سوال: حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ”حَسَنَةً فِي الدُّنْيَا“ کی کیا تشریح فرمائی؟

جواب: آپؑ فرماتے ہیں کہ دنیا کی ایسی حسنات مطلوب ہیں جو آخرت میں حسنات کا موجب بن جائیں۔ گویا مومن کو ایسی دنیا چاہیے جو اسے اللہ تعالیٰ سے دور نہ کرے بلکہ اس کے ایمان، تقویٰ، نیکی اور خدمتِ خلق میں اضافہ کرے۔ ایسی دنیاوی کامیابی ہی حقیقی کامیابی ہے۔

سوال: حصولِ دنیا کے لیے مومن کو کن اصولوں کو سامنے رکھنا چاہیے؟

جواب: مومن کو حلال، پاکیزہ، دیانت دار اور جائز ذرائع اختیار کرنے چاہئیں۔ کسی کا حق مار کر، دھوکا دے کر، جھوٹ بول کر، خیانت کر کے، ظلم و ناانصافی کے ذریعے یا کسی انسان کو نقصان پہنچا کر حاصل کی ہوئی دولت مومن کے لیے باعثِ برکت نہیں ہو سکتی۔ دنیا ایسی کمائی جائے جس میں اپنے لیے بھی فائدہ ہو اور دوسروں کے لیے بھی خیر ہو۔

سوال: حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ناجائز ذرائع سے دنیا کمانے کے بارے میں کیا معیار بیان فرمایا؟

جواب: آپؑ نے فرمایا کہ دنیا ”ہر ایسے طریق سے حاصل کرو جس کے اختیار کرنے سے بھلائی اور خوبی ہی ہو“ یعنی حصولِ دنیا کا طریق ایسا ہونا چاہیے جس سے کسی دوسرے انسان کو تکلیف نہ پہنچے، کسی کے لیے عار و شرمندگی پیدا نہ ہو اور انسان اپنے ضمیر، خاندان اور معاشرے کے سامنے شرمندہ نہ ہو۔

سوال: ایک مومن کے لیے حلال کمائی کیوں ضروری ہے؟

جواب: کیونکہ مومن کی پاکیزہ زندگی کا تعلق اس کی کمائی سے بھی ہے۔ حلال کمائی سے انسان اپنے اہل و عیال کے حقوق ادا کرتا، صدقہ و خیرات کرتا، دین کی خدمت کرتا اور معاشرے کے لیے مفید بنتا ہے۔ اس کے برعکس ناجائز کمائی انسان کو ظاہری طور پر خوشحال مگر روحانی طور پر تباہ کر سکتی ہے۔

سوال: دنیاوی ترقی اور دینی ترقی میں کس قسم کا توازن ہونا چاہیے؟

جواب: مومن کو نہ تو دنیاوی ذمہ داریوں سے غافل ہونا چاہیے اور نہ دنیاوی مصروفیات میں اس قدر کھو جانا چاہیے کہ دین بھول جائے۔ وہ اپنی روزی کمائے، اہل و عیال کی کفالت کرے، تعلیم و ہنر حاصل کرے اور معاشی ترقی کرے، مگر نماز، عبادت، تقویٰ، اخلاق، حقوق اللہ اور حقوق العباد کو قربان نہ کرے۔ دنیا کی ترقی دین کے تابع ہو، دین دنیا کے تابع نہ ہو۔

سوال: دنیاوی مال و دولت انسان کے لیے کب آزمائش بن جاتی ہے؟

جواب: جب انسان مال کا مالک ہونے کے بجائے مال کا غلام بن جائے؛ جب دولت کی خاطر نماز، عبادت، سچائی، امانت، رشتوں اور انسانی حقوق کو نظر انداز کرے؛ جب حلال و حرام کی تمیز ختم ہو جائے اور دنیاوی مفاد اللہ تعالیٰ کے احکام پر مقدم ہو جائے۔ ایسی صورت میں دنیا نعمت کے بجائے آزمائش بن جاتی ہے۔

سوال: مال و دولت رکھنے والے مومن کی بنیادی ذمہ داری کیا ہے؟

جواب: اسے چاہیے کہ مال کو اللہ تعالیٰ کی عطا اور امانت سمجھتے ہوئے اپنی جائز ضروریات پوری کرے، اہل و عیال کے حقوق ادا کرے، ضرورت مندوں کی مدد کرے، صدقات و خیرات کرے، دین کی خدمت میں حصہ لے اور مخلوقِ خدا کے لیے آسانی پیدا کرے۔ مال اس کے ہاتھ میں ہو، دل میں نہیں۔

سوال: موجودہ خطرناک عالمی حالات میں مومن کا کیا کردار ہونا چاہیے؟

جواب: مومن کو حالات سے مایوس ہونے کے بجائے اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنا چاہیے، اپنی اصلاح کرنی چاہیے، تقویٰ اختیار کرنا چاہیے، دنیا و آخرت کی حسنات کے لیے دعا کرنی چاہیے اور اپنے عمل سے امن، محبت، انصاف، ہمدردی اور خدمتِ انسانیت کو فروغ دینا چاہیے۔

سوال: دنیا کی اصلاح کا آغاز کہاں سے ہونا چاہیے؟

جواب: دنیا کی اصلاح کا آغاز اپنی ذات کی اصلاح سے ہونا چاہیے۔ جب انسان اپنے اندر سے خودغرضی، لالچ، ظلم، حسد اور دنیا پرستی کو نکال کر تقویٰ، اخلاص، شکرگزاری اور خدمت کا جذبہ پیدا کرے گا تو اس کے اثرات خاندان، معاشرے اور پھر وسیع تر دنیا تک پہنچیں گے۔

سوال: مومن کو دنیاوی کامیابی کے ساتھ کس چیز کی فکر سب سے زیادہ ہونی چاہیے؟

جواب: مومن کو یہ فکر ہونی چاہیے کہ اس کی دنیاوی کامیابی کہیں اس کی آخرت کی ناکامی کا سبب نہ بن جائے۔ اصل کامیابی یہ ہے کہ انسان دنیا میں جائز اور پاکیزہ زندگی گزارے، اللہ تعالیٰ کے حقوق ادا کرے، بندوں کے حقوق ادا کرے اور ایسی حالت میں دنیا سے رخصت ہو کہ اللہ تعالیٰ اس سے راضی ہو۔

سوال: حقیقی کامیابی کی کیا تعریف بنتی ہے؟

جواب: حقیقی کامیابی صرف مال، عہدہ، شہرت یا آسائش کا نام نہیں۔ حقیقی کامیابی یہ ہے کہ انسان دنیا کی نعمتوں کو اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کا ذریعہ بنائے، دین کی خدمت کرے، مخلوقِ خدا کو فائدہ پہنچائے اور آخرت میں کامیاب ہو۔

سوال: اس خطبہ کا مرکزی اور جامع پیغام کیا ہے؟

جواب: اس خطبہ کا بنیادی پیغام یہ ہے کہ دنیا حاصل کرنا منع نہیں، لیکن دنیا کا غلام بننا منع ہے۔ مومن دنیا کمائے، ترقی کرے اور وسائل حاصل کرے، مگر اس کی ہر کوشش کا رخ اللہ تعالیٰ کی رضا، دین کی خدمت، تقویٰ، خدمتِ خلق اور آخرت کی کامیابی کی طرف ہو۔ یہی وہ طرزِ زندگی ہے جس میں دنیا بھی سنورتی ہے اور آخرت بھی۔

***

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”تم اپنے زیرِ نظر تقویٰ کے اعلیٰ مدارج کو حاصل کرنا رکھو اور اس کے لئے دقائق تقویٰ کی رعایت ضروری ہے۔“ (ملفوظات جلد 4 صفحہ 442 ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

طالب دعا: زبیر احمد اینڈ فیملی، جماعت احمدیہ ڈار جلنگ (صوبہ مغربی بنگال)

GRIP HOME
PROPERTY MANAGEMENT
Mohammed Anwarullah
Managing Partner
+91-9980932695
#4, Delhi Naranappa Street
R.S. Palya, Kammanahalli
Main Road, Bangalore - 560033
E-Mail : anwar@griphome.com
www.griphome.com

وصایا

وصایا منظوری سے قبل اس لیے شائع کی جاتی ہیں کہ اگر کسی صاحب کو کسی وصیت پر کوئی اعتراض ہو تو وہ تاریخ اشاعت سے ایک ماہ کے اندر دفتر بہشتی مقبرہ کو مطلع کرے۔ (سیکرٹری مجلس کارپرداز قادیان)

مسل نمبر 12712: میں عمران خان رام درگ ولد مکرم رفیق خان رام درگ صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ پرائیویٹ ملازمت تاریخ پیدائش 25 مئی 1996 پیدائشی احمدی ساکن شراوتی نگر اولڈ ہبلی ضلع دھارواڑ صوبہ کرناٹک بقائمی ہوش وحواس بلا جبرواکراہ آج بتاریخ 23 اپریل 2026 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائیداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از ملازمت ماہوار 15000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: عمر عبد القدیر   العبد: عمران خان رام درگ   گواہ: طاہر احمد گلبرگی

مسل نمبر 12713: میں شیخ مظفر احمد ولد مکرم محمد نور اللہ صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ ملازمت عمر 35 سال پیدائشی احمدی ساکن: مراد نگر اوٹی روڈ شموگہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبرواکراہ آج بتاریخ 10 مئی 2026ء وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائیداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از ملازمت ماہوار 20000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: عمر عبد القدیر   العبد: شیخ مظفر احمد   گواہ: طاہر احمد گلبرگی

مسل نمبر 12714: میں ضمیر احمد چکوڑی ولد مکرم عبد المناف چکوڑی صاحب قوم احمدی مسلمان ریٹائرڈ گورنمنٹ سرونٹ تاریخ پیدائش یکم دسمبر 1965 پیدائشی احمدی ساکن گندگواڑ ضلع بیلگام صوبہ کرناٹک بقائمی ہوش وحواس بلا جبرواکراہ آج بتاریخ 27 اپریل 2026ء وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائیداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از پنشن ماہوار 55000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ گواہ: عمر عبد القدیر   العبد: ضمیر احمد چکوڑی   گواہ: سراج الدین چیمہ

مسل نمبر 12715: میں نیہا سمیر زوجہ مکرم طارق جلال الدین صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ ملازمت عمر 26 سال پیدائشی احمدی ساکن: سویکر وارڈ، پوسٹ آفس تھانا کنور بقائمی ہوش وحواس بلا جبرواکراہ آج بتاریخ 25 مئی 2026 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی: 9 گرام 24 کیریٹ، 388.872 گرام 22 کیریٹ، 41. 42 گرام 18 کیریٹ، 99.80 گرام زیور نقرئی حق مہر 26 گرام روپے۔ میرا گزارہ آمد از ملازمت ماہوار 35000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: ٹی ریاض احمد   الامۃ: نیہا سمیر   گواہ: محمد رزاق ٹی

مسل نمبر 12716: میں طارق جلال الدین ولد مکرم جلال الدین سی صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ ملازمت تاریخ پیدائش 15 اپریل 1999 پیدائشی احمدی ساکن سویکر وی پی وارڈ مکرارائی کنڈی کنور صوبہ کیرالہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبرواکراہ آج بتاریخ یکم جون 2026 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائیداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از ملازمت ماہوار 16500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: محمد امان   العبد: طارق جلال الدین   گواہ: نسیم احمد

مسل نمبر 12717: میں رسیہ ٹی زوجہ مکرم شمس الدین صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری تاریخ پیدائش 26 مئی 1997 پیدائشی احمدی ساکن: ناواجوتھی اپارٹمنٹ الاما کارا بقائمی ہوش وحواس بلا جبرواکراہ آج بتاریخ یکم اپریل 2026 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی: 16 گرام 22 کیریٹ حق مہر کی صورت میں۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار 1000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: احمد شافی ایچ   الامۃ: رسیہ ٹی   گواہ: شمس الدین پی وی

قادیان دار الامان میں جلسہ ہائے سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا بابرکت انعقاد

قادیان دار الامان میں 26/اگست کو ساڑھے نو بجے صبح آٹھ مقامات پر جلسہ ہائے سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم نہایت شایان شان طریق پر منعقد ہوئے۔ ان اجلاسات میں صدارتی خطاب کے علاوہ درج ذیل دو عناوین پر تقاریر ہوئیں:

(1) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عائلی زندگی

(2) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسیہ

مسجد اقصیٰ

مسجد اقصیٰ میں یہ جلسہ محترم مولانا محمد انعام غوری صاحب ناظر اعلیٰ و امیر مقامی قادیان کی زیر صدارت ہوا جس میں تلاوت ونظم کے بعد مکرم شیخ مجاہد احمد صاحب شاستری مربی شعبہ ریسرچ سیل اور مکرم مولوی ایچ شمس الدین صاحب نے تقاریر کیں۔ اس جلسہ میں محلہ دار الفتوح، باب الامن، حلقہ مبارک، باب الابواب، حلقہ اقصیٰ و ناصر آباد کے 375 احباب وخواتین نے شرکت کی۔ بعد صدارتی خطاب و دُعا جلسہ برخاست ہوا۔

مسجد مسرور

یہ جلسہ زیر صدارت محترم مولانا عنایت اللہ صاحب ایڈیشنل ناظر اصلاح و ارشاد تعلیم القرآن و وقفِ عارضی منعقد ہوا۔ تلاوت ونظم کے بعد مقررہ عناوین پر مکرم مولوی جمال شریعت صاحب نائب ناظر ایڈیشنل نظارت اصلاح و ارشاد نور الاسلام اور مکرم حافظ اسلم احمد صاحب نائب افسر لنگرخانہ نے تقاریر کیں۔ بعد صدارتی خطاب و دُعا جلسہ برخاست ہوا۔ اس جلسہ میں محلہ مسرور اور دار البرکات کے 173 احباب ومستورات نے شرکت کی۔

مسجد محمود

زیر صدارت محترم مولانا عطاء المجیب لون صاحب ناظر اصلاح وارشاد جنوبی ہند قادیان منعقد ہوا۔ تلاوت و نظم کے بعد دو تقاریر ہوئیں۔ پہلی تقریر مکرم مولوی طاہر احمد بیگ صاحب نائب ناظم دار القضاء قادیان نے کی۔ اسی طرح دوسری تقریر جو مکرم مولوی ایم ناجد احمد صاحب مربی اصلاح و ارشاد جنوبی ہند نے کی۔ جس میں محلہ محمود، محلہ نور کے 175 مرد وخواتین نے شرکت کی۔

مسجد انوار

زیر صدارت محترم مولانا محمد حمید کوثر صاحب ناظر دعوت الی اللہ مرکزیہ منعقد ہوا۔ تلاوت ونظم کے بعد دو تقاریر ہوئیں۔ پہلی تقریر مولوی لئیق احمد ڈار صاحب مربی نظارت علیاء نے کی۔ اسی طرح دوسری تقریر مکرم مولوی نجیب اللہ نائیک صاحب مربی نظارت علیاء نے کی جس میں محلہ دار الانوار جنوبی، شمالی، محلہ دار الحمد کے 225 مرد وخواتین نے شرکت کی۔

مسجد مہدی

زیر صدارت محترم مولانا جاوید احمد لون صاحب ناظر دیوان قادیان منعقد ہوا۔ تلاوت ونظم کے بعد دو تقاریر ہوئیں۔ پہلی تقریر مکرم مولوی مصوّر احمد مسرور صاحب مدرس جامعہ احمدیہ نے کی۔ اسی طرح دوسری تقریر مکرم مولوی عبد القیوم وگے صاحب مربی دار القضاء نے کی جس میں محلہ مہدی آباد کے 150 مرد و خواتین نے شرکت کی۔

مسجد طاہر

زیر صدارت محترم مولانا حافظ شریف الحسن صاحب ناظم ارشاد وقف جدید منعقد ہوا۔ تلاوت ونظم کے بعد دو تقاریر ہوئیں۔ پہلی تقریر مکرم مولوی مبشر احمد خادم صاحب مدرس جامعہ احمدیہ نے کی۔ اسی طرح دوسری تقریر مکرم مولوی بلال احمد آہنگر صاحب مدرس جامعہ احمدیہ نے کی جس میں محلہ طاہر کے 195 مرد وخواتین نے شرکت کی۔

مسجد نور

زیر صدارت محترم مولانا زین الدین حامد صاحب ناظم دار القضاء قادیان منعقد ہوا۔ تلاوت ونظم کے بعد دو تقاریر ہوئیں۔ پہلی تقریر مکرم مولوی فرحت احمد صاحب مربی نشرواشاعت نے کی۔ اسی طرح دوسری تقریر مکرم مولوی عطاء الحیٔ بیگ صاحب مربی نشرواشاعت نے کی جس میں محلہ دار العلوم کے 45 مرد و خواتین نے شرکت کی۔

مسجد رحمٰن

زیر صدارت محترم اظہر احمد خادم صاحب پرنسپل دار الصناعت منعقد ہوا۔ تلاوت ونظم کے بعد دو تقاریر ہوئیں۔ پہلی تقریر مکرم مولوی تبریز احمد سلیجہ صاحب معاون ناظر تعلیم نے کی۔ اسی طرح دوسری تقریر مکرم مولوی سید طفیل احمد شہباز صاحب مربی نشرواشاعت نے کی جس میں محلہ دار الرحمت کے 40 مرد وخواتین نے شرکت کی۔

اللہ تعالیٰ ان تمام اجلاسات کو بابرکت فرمائے اور سامعین کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت مبارکہ پر عمل کی توفیق بخشے۔ آمین

(صدر عمومی لوکل انجمن احمدیہ قادیان)

EDITOR
MANSOOR AHMAD
Mobile. : +91 82830 58886
Email: badrqadian@rediffmail.com
website : www.akhbarbadr.in
www.alislam.org/badr

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF THE NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO RN 61/57
Weekly **BADAR** Qadian
Qadian - 143516 Distt. Gurdaspur (Punjab) INDIA
Postal Reg. No. GDP/001/2026-28 Vol. 75 Thursday 24 September-2026 Issue. 39

ACT. MANAGER
ATHAR AHMAD SHAMIM
Mobile : +91 9815639670
Email:managerbadrqnd@gmail.com

ANNUAL SUBSCRIPTION : Rs.850/- (Per Issue : Rs.16/-) By Air : 50 Pounds or 80 US Dollars - 60 Euro (WEIGHT : 50 -100 Gms/Issue)

توکّل علیٰ اللہ کے حوالے سے سیرت النبی ﷺ کا ایمان افروز تذکرہ

خلاصہ خطبہ جمعہ سیّدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ ۱۸؍ ستمبر ۲۰۲۶ء بمطابق ۱۸؍ تبوک ۱۴۰۵ ہجری شمسی بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ (سرے)، یوکے

تشہد، تعوذ اور سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد حضورِ انور ایدّہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

آنحضرت ﷺ کے اللہ تعالیٰ پر توکّل کا ذکر کرتے ہوئے گذشتہ خطبے میں مَیں نے آپؐ کی مکّے سے ہجرت کے واقعات بیان کیے تھے۔ اس سفر کی کچھ مزید تفصیل بھی ہے جس کا ذکر تاریخ میں ملتا ہے، اور اس سے آپؐ کے توکّل کی شان مزید نمایاں ہوتی ہے۔

اس ہجرت کے موقعے پر سُراقہ بن مالک نے انعام کے لالچ میں نبی کریم ﷺ کا پیچھا کرنے کا ارادہ کیا۔ یہ بعد میں مسلمان ہو گئے تھے۔ انہوں نے خود یہ واقعہ بیان کیا ہے۔ حضورِ انور نے تفصیل سے یہ واقعہ بیان فرمایا۔ قریش نے سَو اونٹنیوں کے انعام کا اعلان کر رکھا تھا۔ سراقہ پیچھا کرتے کرتے آنحضور ﷺ کے بالکل قریب پہنچ گئے یہاں تک کہ آنحضرت ﷺ کے تلاوتِ قرآن کریم کرنے کی آواز سنائی دینے لگی۔ سراقہ کہتے ہیں کہ آنحضور ﷺ پیچھے مڑ کر نہیں دیکھتے تھے تاہم حضرت ابو بکرؓ بکثرت پیچھے مُڑ مُڑ کر دیکھتے تھے۔ اس موقعے پر یکے بعد دیگرے ایسے واقعات رونما ہوئے کہ سُراقہ نے انعام کا لالچ ترک کر دیا۔ پہلے تو سراقہ نے فال نکالا جو اس فعل کے خلاف نکلا، سراقہ نے اُسے درخورِ اعتنا نہ جانا اور پیچھا جاری رکھا۔ پھر سراقہ کی اونٹنی ٹھوکر کھا کر گِر پڑی اور اس کی ٹانگیں ریت میں دھنس گئیں۔ سراقہ نے پھر فال نکالا جو پھر اس فعل کے خلاف نکلا۔ اس کے بعد سُراقہ نے امان کی آواز لگائی اور آنحضور ﷺ سے عرض کیا کہ مجھے یقین ہے کہ آپؐ ایک روز بادشاہ بن جائیں گے۔ پس اس روز کے لیے مجھے تحریر لکھ دیں کہ مجھ سے رحم اور نرمی کا سلوک کیا جائے گا۔ نبی ﷺ کے ارشاد پر اسے یہ تحریر لکھ کر دے دی گئی۔

سراقہ کے واپس لوٹتے ہوئے آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ اے سراقہ! اُس روز تیرا کیا حال ہو گا جب کسریٰ کے کنگن تیرے ہاتھوں میں ہوں گے۔ سراقہ یہ سُن حیران وششدر رہ گیا، یہ پیشگوئی حضرت عمر فاروقؓ کے عہدِ خلافت میں پوری ہوئی۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ اس واقعے کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ

وہ کون سی چیز تھی جس نے آپؐ کے دل کو ایسا مضبوط کر دیا؟ کون سی طاقت تھی جس نے آپؐ کے حوصلے کو ایسا بلند کر دیا؟ کون سی روح تھی جس نے آپؐ کے اندر ایسی غیر معمولی زندگی پیدا کر دی؟ یہ خدا پر توکّل کے کرشمے تھے، اس پر بھروسے کے نتائج تھے۔

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ وہ شخص جسے اللہ تعالیٰ کی ذات پر یقین ہو اور ساتھ ہی اُسے یہ بھی یقین ہو کہ مجھے اُس نے ایک خاص مقصد کے لیے پیدا کیا ہے وہ ترکِ عمل کب کر سکتا ہے۔ وہ تو سب سے زیادہ عمل کرنے والا ہوتا ہے۔ محمد رسول اللہ ﷺ کے اعمال آپؐ کے ایمان کی وجہ سے تھے۔ محمد رسول اللہ ﷺ جہاں ایمان کا اظہار کرتے ہیں، جہاں غارِ ثور میں بیٹھے ہوئے حضرت ابو بکرؓ سے کہتے ہیں کہ ابو بکر! مت گھبراؤ! خدا ہمارے ساتھ ہے۔ وہی ہمارا محافظ ہے۔ وہاں آپؐ دین کے دوسرے کاموں میں رات اور دن اس طرح مشغول رہتے ہیں کہ یوں معلوم ہوتا ہے کہ ساری خدائی کے کام آپ کے ہی سپرد کیے جا چکے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے وہ اخلاق جو مصیبت کے وقت کامل راستباز کو دکھانے چاہئیں یعنی خدا پر توکّل رکھنا اور جزع فزع سے کنارہ کرنا اور اپنے کام میں سُست نہ ہونا اور کسی کے رعب سے نہ ڈرنا ایسے طور سے دکھلا دیے کہ کُفّار ایسی استقامت کو دیکھ کر ایمان لائے اور شہادت دی کہ جب تک کسی کو پورا بھروسہ خدا پر نہ ہو ایسی استقامت اور اس طور سے دکھوں کو برداشت نہیں کر سکتا۔

جب رسول اللہ ﷺ اور آپؐ کے صحابہؓ مدینہ تشریف لائے اور انصار نے آپؐ اور آپؐ کے ساتھیوں کو اپنے پاس پناہ دی تو تمام عرب اُن کے مقابلے کے لیے ایک ہو گئے۔ مسلمانوں کی حالت یہ تھی کہ ہر وقت ہتھیار ان کے پاس ہوتے تھے۔ اللہ تعالیٰ پر توکّل بھی تھا مگر ساتھ یہ بھی تھا کہ حملے کا خطرہ ہے تو اپنی حفاظت کے سامان بھی کرنے ہیں۔

اس کی مزید تائید اُس روایت سے ہوتی ہے جس میں ایک ایسی ہی خطرے کی رات میں آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ کاش! میرے صحابہ میں سے کوئی پہرہ دیتا تو مَیں کچھ دیر آرام کر لیتا۔ پس تھوڑی ہی دیر میں حضرت سعد بن ابی وقاصؓ ہتھیار لے کر حاضر ہو گئے اور ساری رات آنحضور ﷺ کا پہرہ دیا۔

جب رسول کریم ﷺ نے مختلف بادشاہوں کو تبلیغی خطوط ارسال فرمائے تو شہنشاہِ فارس کسریٰ نے بڑے تکبر سے آپؐ کا خط ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ جب آنحضور ﷺ کو علم ہوا تو آپؐ نے کامل توکّل کے نتیجے میں فرمایا کہ خدا خود ان لوگوں کو پارہ پارہ کرے گا۔

کسریٰ نے آپؐ کو گرفتار کرنے کے لیے پہلے ہی یمن کے گورنر کے ذریعے سپاہیوں کو بھجوایا ہوا تھا۔ جب یہ سپاہی آپؐ کے پاس پہنچے تو آپؐ نے فرمایا کہ آج رات یہاں ٹھہرو کل تمہیں جواب دوں گا۔ اگلی صبح آپؐ نے ان نمائندوں کو فرمایا کہ تم واپس چلے جاؤ اور اپنے آقا یعنی والی یمن کو کہہ دو کہ میرے ربّ نے آج رات تیرے ربّ یعنی کسریٰ کو قتل کر دیا ہے۔ وہ واپس چلے گئے بعد میں انہیں معلوم ہوا کہ عین اسی رات کسریٰ کو اس کے اپنے ہی بیٹے نے قتل کر دیا تھا۔

نبی کریم ﷺ جب غزوات کے لیے نکلتے تو یہ دعا پڑھتے:

اے اللہ! تُو میرا بازو ہے اور تُو میرا مددگار ہے اور مَیں تیرے ذریعے ہی لڑائی کرتا ہوں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ

انسان کو مشکلات کے وقت اگرچہ اضطراب تو ہوتا ہے مگر چاہیے کہ توکّل کو کبھی ہاتھ سے نہ دے۔

آنحضرت ﷺ کو بھی بدر کے موقعے پر سخت اضطراب ہوا۔ چنانچہ عرض کرتے تھے کہ اے میرے ربّ! اگر تُو نے اس جماعت کو ہلاک کر دیا تو زمین میں تیری عبادت پھر کبھی نہیں کی جائے گی۔ مگر آپؐ کا یہ اضطراب صرف بشری تقاضے سے تھا کیونکہ دوسری طرف آپؐ نے توکّل کو بالکل ہاتھ سے نہیں جانے دیا۔ آسمان کی طرف نظریں تھیں اور یقین تھا کہ خدا تعالیٰ مجھے کبھی ضائع نہیں کرے گا۔

جنگِ احزاب کے موقعے پر جب سارے عرب نے مل کر مدینے پر حملہ کیا تو باوجود بے سروسامانی، مسلمانوں نے نہایت بہادری کے ساتھ کفار کے مقابلے کا فیصلہ کیا کیونکہ آنحضور ﷺ کے توکّل کی وجہ سے مسلمانوں میں بھی خدا پر توکّل اور بھروسہ انتہا کو پہنچ چکا تھا۔

پھر مسلمانوں کی ثابت قدمی اور توکّل کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ نے بھی کیسا انتظام کیا کہ آندھی اور طوفان نے کفار کو خوف زدہ کر دیا اور وہ بھاگ گئے اور بھاگے بھی ایسی حالت میں کہ بہت سارا سامان اور ہتھیار چھوڑ گئے جو بعد میں مسلمانوں کے کام آیا۔

جنگِ بدر کے موقعے پر مدینے میں خُبیب بن اِساف نامی ایک نہایت بہادر شخص تھا۔ یہ شخص قبیلہ خزرج سے تعلق رکھتا تھا، اور غزوہ بدر کے موقعے تک ابھی مسلمان نہیں ہوا تھا۔ یہ بھی اپنی قوم کے ساتھ جنگ کے لیے روانہ ہوا۔ مسلمان اسے اپنے ساتھ پا کر بہت خوش ہوئے۔ مگر رسول اللہ ﷺ نے اسے فرمایا کہ ہمارے ساتھ صرف وہی جنگ میں جائے گا جو ہمارے دین پر ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ تم واپس جاؤ، ہم مشرک کی مدد نہیں لینا چاہتے۔ وہ دوسری مرتبہ بھی آیا مگر آپؐ نے اسے واپس بھیج دیا۔ آخر تیسری مرتبہ جب وہ آیا تو آپؐ نے فرمایا کیا تم اللہ اور اُس کے رسول پر ایمان لاتے ہو؟ اس نے کہا ہاں! اور اس کے بعد وہ مسلمان ہو گیا اور نہایت بہادری کے ساتھ اس نے جنگ لڑی۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ آج کل کے عقل مندوں کے نزدیک تو کسی کو اپنا دشمن بنانا غلطی ہے، مگر سچ پوچھو تو یہ بھی حقّانیت کی ایک دلیل ہے۔ آنحضرت ﷺ نے کسی ایک سے بھی نہ رکھی، سب سے بگاڑ لی۔ اُن لوگوں کے نزدیک تو نعوذ باللہ آپؐ نے غلطی کی ہے۔ حالانکہ محض خدا کے لیے سب سے بگاڑ لینا آپؐ کی صداقت کا بیّن ثبوت ہے جس سے آپؐ کی قوّتِ ایمانی کا حال معلوم ہوتا ہے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّ بَارِكْ وَسَلِّمْ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

☆...☆...☆

Printed & Published by: Jameel Ahmed Nasir on behalf of Nigran Board of Badar. Name of Owner: Nigran Board of Badar. And printed at Fazle-Umar Printing Press. Harchowal Road, Qadian, Distt. Gurdaspur-143516, Punjab. And published at office of Weekly Badar Mohallah - Ahmadiyya, Qadian Distt. Gsp-143516, Punjab. India. Editor:Mansoor Ahmad